

وہ آپ کو کبھی اجازت نہیں دیں گے !

باہر سے کسی کے قدموں کی آہستہ آہستہ می اور فطین نے منکر و کینے پر نہ کہا تھا جان آ رہے ہیں۔
 عاصم انکار کر رہا تھا اور فطین ایک طرف ہٹ گئی۔ میں کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ایک کپہ قسم
 کے خاصے سے مصلحے کے ساتھ فرماتے ہوئے کہا کہ میں ایک فردی کام سے باہر روانہ ہوں اور دو سو ڈالر
 اطمینان سے تمہارے ساتھ آؤں گا۔ میری بیٹی کو تو ہے کہ تم جیسا کہ ہواؤ گے اور میں اسے یہ اطمینان دے گا کہ
 ہوں کہ تم اس گھر سے میری اعانت کے بغیر باہر نہیں نکلو گے۔
 ”وہ آپ کا مکمل ہے؟“

”وَأَيُّكُمْ لَا يَرْجُو عَذَابَ اللَّهِ“

”میںیں! ہم اپنے صنوں کو حکم نہیں دیا کرتے۔ غلطی ہمیں ہی غیر معافی میں نہیں اپنے سمان کا خیال آتا۔ چاہیے۔ میں نے مامم کے گندے پریش کی یاد مسکراتا چہا ہر نکل گیا۔“

شام کے وقت، مامی اچانک گھر سے باہر نکلے۔ اثناء میں وہ بچہ گروں کی ایک گھنٹی اڑانے لگی۔
 وہ خود ادب لے کر اچانک گھر سے باہر نکلے۔ "بچے! یہ آپ کے گھر سے ہیں۔ آپ انہیں بلدی ہیں۔ بچے! فیضان
 کے اچانک آپ کا انتظار کر رہے ہیں؟"

ماصم لے کر چلا گیا وہ نئے لباس کے بغیر کسی سے حاجت نہیں کرتے۔

میں نے اس پریشان ہو کر کہا: "ہاں، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ یہ پکڑے ہیں مگر ہی ان کے پاس
 نہیں، لیکن مسٹرینڈک نے غمازش ہے کہ آپ اس تبدیلی کریں؟"

عامم نہ اُس سے گفتگزی نے کرکمرے کے اخذ ٹانگ پر پھینک دی اور واپس آکر پوچھا کہ کیا تبدیلی کر نے میں دیر ہو جائے گی۔ میں پہلے اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔

ہوا کہ وہ کہے بغیر اس کے آگے آگے چل پڑی خود بخود ہی دریا ہوا اس نے سکوت کی مٹائی کے ایک لمحہ میں وہ اپنے
کے سامنے ٹوٹ گئے جو کہ آج اب اللہ تعالیٰ سے ملے ہوئے ہیں۔

عالم مجاہد تھا اللہ و اعلیٰ کا اگے میں وہ شعلیں مل رہی تھیں اور ہمیں ایسی یاد و نصیحتیں کر رہی تھیں

ہجرت کی یہ خواہش بھی کئی عرصوں کی تھی۔ قبلہ لشکر کے ادا کر دینے اور میں اس سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میرے عزیزوں
 و ملت کو ہماری زبان کے تمام امراء کو بیان دیا جائے گا کہ اس کے سامنے تمہارا ہاتھ پکڑ کر یہ اعلان کرنا کہ یہ فوجی اس دنیا
 میں ہر سب سے فراعظم ہے۔ بلکہ اس کا ہے اسے اپنا بیٹا کہتا ہوں۔ میرے لئے سرکاری زبان میں اپنے
 بیٹا کا اعلان ممکن نہیں۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کو یہ خبر ملی ہوگی کہ میں جانتے ہوں۔^{۱۱}
 حاکم نے کبھی پرہیز نہیں کیا۔ جب وہ آپ کو میرا لشکر کے ادا کرنے کی مزدورت نہیں دے سکتے
 مرنے یا بھڑا کر ادا کیا ہے۔

میں نے کہا کہ میں علی الصبح ایک صوم پر جا رہا ہوں۔ لیکن دشمن چھوٹنے سے پہلے میرے ساتھ جانا
 فردی سے کہیں نہادی کا بغضت کو رکھتا ہوں۔ دولت کے میرے پاس کی نہیں۔ غصہ نہاد اور اس کے والدہ کا

عالم سے خراب دیا۔ میں آپ کو قرآن و فرائض کے مجھے کسی چیز کا ضرورت نہیں :
بدلت جو جہاں ہر بات بجا لاتی ہیں، ان پر تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں، وہ نہیں قبول کر سکتے ہیں گئے ؟

میں نے کہا تم غریب ملائی چودہویں تیسویں شام اور دنیا کے ہر شہر میں بہترین محل، زمین اور حالت دلا سکتا ہوں۔ مگر تم کسی طاقتور دشمن کے ہاتھوں ننگ ننگ اور اسے دلوں سے بچنے پر توجہ نہ دے دو اور کتا بن

اس جنگ سے فارغ ہونے کے بعد میں انہیں ایک تاریخ کی حیثیت سے وہاں مجھوں گا اور تیسری عورتوں کی مثال

ایک ہی لشکر تھا کہ اسے ساتھ لڑنا ہو سکے۔ سارے کیم کو دیکھ کر یہ کہہ کر اتر گیا کہ اگر کسی کے گھر کو بھجور

عالم سے جواب دیا۔ مولوی کہنے لگے: اصرار مجلات، ترجمہ، اور کلمات کا کٹا کڑا دھرم، سدا رہند آیا، درست

ہرگز کبھی زندگی کی تمام نعمتیں میرے وطن کی خاک میں دفن ہو چکی ہیں لیکن میں وہاں اس آگ کی چنگاں پر نہیں

”ایک دوسرے کے غم کے پریا ہے۔“

ہو، انہیں کرتا۔ عرب کا بہترین علاقہ ہے لہذا وہ پہلے ہی ہمارے قبضے میں ہے، عراقی عرب کے

کردہ ہمسایہ ثابت ہوگا۔ دوسروں کی اعانت کے لئے میں آدھار کے بیشتر علاقے اُن کے لئے کھلا رہے تھے لیکن اگر وہ جوں نے یہ سمجھا تھا کہ کسی نے جیشہ کے لئے اُن کے سامنے گھنٹے لگائے ہیں تو اُن کی غلطی تھی۔ بدحوذا کہ چنے گھرنے پر نہ ملے تھے۔ وہیں لینے کے لئے کسی یہاں کی خدمت تھی تو کاس کے ہاتھ میں سے اُسے یہ یہاں مل گیا، مگر شہنشاہ مریس قتل نہ ہوا تو کسی کہ کہ وہ چار سال اور غیرت سے جانتے ہیں کہ کتنا بڑا ہے کہ ایران اور روم کے جو فضائل بگاہی مسلمانوں کے تحت دستور ہونے تھے وہ کسی دوسری کی خدمت میں کھینچے، مگر ان کو مذاہن ایرانی لشکر کو کسی ہلاکی کا نہ دیکھا نہ پتا تو ممکن ہے کہ پرہیزگار کی عورتاں میں کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ ہم وہیں کے متعلقہ ہیں اُسے پہلی بار اپنی قوت کا احساس ہوا ہے اور یہ احساس اس قدر شدید ہے کہ اس نے اوس کے الفاظ بھی منہ گوارا نہیں کرتا۔

حاکم نے کہا: لیکن آپ میں سب باتوں کے بعد اس کو نہ کہنے نہیں کہتے۔

میں نے کہا: دیکھو کہ یہ سچ ہے کہ اب دنیا میری پسند نہ پسند کرنی چاہی نہیں لگتی۔ اُنہا کی یہی شہنشاہ کے وفات کے بعد میرے لئے صرف اور دانتے تھے کیونکہ میں اپنی اوت کے ساتھ اس جنگ کے فکرات اپنی نگاہوں میں نہ کر رہا تھا اور وہ مجھے ہندل، یاد میں اور حریف کام کو لگائی، دین میں اور میرے کرم میں میں جیت کا حصول کروں کہ اس لڑائی کو دیکھا اب میرے پس کے بات نہیں، میں اور جنگ کے متعلق میرا شہادہ کا کام ہے کہ میرے موت اُن وفاداروں کو کہہ کر ان کا پتہ چلے جائے ان کے ایک ہمسایہ کی حیثیت سے جو پرمانہ برحق تھی۔ میں نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور یہ ہے اُس نے نہیں کہ مجھ کو یہاں سے کئی لذت محسوس ہوتی ہے جگہ سے لے کر مجھے بیٹھ کے لینے اُس آدمی کی نگاہوں سے گرا ہوا پسند نہیں ہے وقت آنے پر میں کئی اچھا منصوبہ دے سکتا ہوں غرض کہ میری دوست خدا میرے مشورہ پر عمل کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت اُس کے حلال کار لینے کو چاہی نہیں کہ سامنے دے ملنے کی جرات نہ تھی۔ میری آخری امید یہی ہے کہ کسی دن میں اُس کا گھبراہٹ ہو جائے اور اس کو اس کے اور صلہ دامن کے تحت میں میری آواز شہنشاہ کے کانوں کو کاغذ کی گور محسوس نہیں ہوگی۔ میری غرض مریس میں پہنچنا کو شہنشاہ کے کانوں میں نہ میرے کام کو پہنچا دیا تاکہ میں نہیں اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں۔ شہنشاہ مغرب میں یہاں پہنچا رہا ہے اور اس کے بعد شاید مجھے کسی غمازی پہنچ دیا جائے۔ لیکن جب تک میں یہاں

نہیں اپنے مستقبل کے متعلق سوچنے کی ضرورت نہیں۔

”دش چیلنے سے پہلے میری بری اور بدلی تہذیب پتا نہیں آتا اب تم میری باتوں پر تم نے جو پرہیزگار ہمسایہ کیلئے ہوس میں صرف پناہ فرماؤ اور اگر تپا پاتا ہوں۔ آج سے ہر دن ایک ہر روزی اور غم میں ایک۔ ہوس کے مادی ہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ یہ نہ کہ اس کا آج سے ساری عمر غم میں رہے گا۔“

حاکم کو یہ سچا دکھانے کے بعد وہاں اُن سے منہ فرم کر کہ یہی کہتا ہے جب میں گھر سے نکلتا تو مجھے میرا پناہ دینے کی ملکہ کی ضرورت تھی۔ اب میں نہیں جانتا کہ میرا سونگہاں غم ہوگا یا مجھے ایران اور روم کی جنگ سے کوئی دوسری نہیں، لیکن اگر آپ نے مجھ کو ایک خوب خدا پرست کی صورت اور کئی کاغذ پڑھایا ہے تو آپ مجھے انسان بنائی نہیں پڑیں گے۔ میں آپ کے ہر کلمہ کی تعمیل کروں گا۔

میں نے کہا: میں تمہارا شکر ادا کروں ہوں اور تمہیں کوئی یہاں کم نہیں دوں گا جو ایک آپ اپنے پیشہ ایک دستہ چند دستہ کو دے سکے۔ میرا یہ سب کلمہ ہے کہ اگر تم اپنے کلمے میں ہاں کہیں تب میں اور ہر چاروں گھر کا ہر ماہ کی ناکہ دو۔

میں مسکوارا خدا اور حاکم میری کمر اور خدا کاس خوش وضع انسان کی نگاہیں شہنشاہ پناہ کو میری ہاں کہتی ہیں وہ اپنے دل میں بہت اور ادا فکرت کی دیکھ کر میں کمر اور خدا کاس سے باہر نکل گیا ہے جب اُن کا کہنے کے بعد اپنے کمرے میں بیٹھا میں کہ اُن کو خدا کاس کاغذ لکھ ایک اچھری محسوس ہوتی تھی اُسے باغی تہذیبی ایران کا ایک ہر تہذیب سے اس وجہ سے متعلق کے ساتھ پیش آنے گا۔ ہر آئے میں کی شکل کے فرق کا یہ لکھنے کے بعد اس کاغذ پر خدا کو کہہ کر اُن کی محسوس ہوا خدا کو کہہ کر دیکھ کر میں مبتلا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اُن کی تہذیب سے کہیں زیادہ اپنی چوری کر سکتا ہے۔

حاکم کے لئے یہ جہاں مشکل تھا کہ اُن کے گوش نے ایک جہی انسان کو اس اور جنگ کے متعلق پتا

تھوڑا تھوڑا کہنے پر مجبور کیا ہے۔

چند دن بعد میری پرہیزگار تہذیب کے دشمن پہنچ گیا اور ایران کے لشکر نے شام کے کئی اور شہروں کو زنت لکھا کہنے کے بعد ایران پر پڑا کہ وہی۔ جہاں کے ساحلی شہر دفاعی لحاظ سے خاصے مضبوط تھے اور سترہ گیارہ

ایک سات ماحم فرزند سے باقیں کر دیا تھا۔ میں کا ایک دو لڑکے سے میں داخل چلا اور اُس نے کہا کہ جناب آقا آپ کو یاد فرماتے ہیں ؟

ماحم کی اُفت کے بعد اٹھارہ لڑکے چھپے چلے دیئے تھے۔ وہ بعد میں کے کورسے میں داخل ہوا۔ وہ ایک نابصورت قالین پر بیٹھا ایک نقشہ دیکھنے میں رہا تھا۔ ماحم کے درختہ تہذیب کی حالت میں لکڑا مارا۔ چاروں سے اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے نقشہ لٹ کر ایک طرف نہ دیا اور اُس کی طرف متوجہ ہو کر لگا۔ ماحم انہیں یہ سن کر خوشی ہوئی کہ شہنشاہ نے میرا مشورہ مان لیا ہے۔
"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب جنگ ختم ہو جائے گی۔"

"میں نہیں۔ اُس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اُس مرتبہ میں صفا نہیں صلع کا مشورہ دینے کی طاقت نہیں کی۔ بلکہ اس بات پر اندوہ کیا کہ میں یروشلیم پر حملہ کرنے سے پہلے لبنان کی چند اور بندہ لگا ہوں تو بعد کر لینا چاہیے تاکہ مدینہ کی بکری بڑھ جلد سے لے سکے۔ چنانچہ کا باعث نہ ہو۔ ہمارے بریلوں کی اکثریت اس بات کی حامی تھی کہ میں کسی پیغمبر کے بغیر یروشلیم پر حملہ نہ کر دیتی چاہیے۔ وہاں سے کل جہازوں کا ایک ہڈا کیا تھا اور انہوں نے بھی شہنشاہ پر مذکور دیا تھا کہ مدینہ کا قلعہ فیصلہ کر چکے۔ لڑنے کی نیت سے یروشلیم میں جمع ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں نے اُس میں تاجر کر کے نہیں مزید کیا۔ کامیاب نہیں دینا چاہیے لیکن میں نے یہ قدر شاہکار کر لیا کہ یروشلیم کے محاصرے نے حویل کی پنا قابل مدد ممانی بگری وقت سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے گا۔ اس لئے میں یروشلیم کا محاصرہ کرنے سے پہلے حویل کی لگ کے سامنے بند کر دینے چاہیے۔ آج ایک حویل ہوش کے بعد شہنشاہ نے میری جو پینہلی ہے اور اس کے ساتھ ہی مجھے قید کیا کہ محاصرہ کرنے والے لشکر کو لگ پینا نہ کا حکم دیا ہے۔ میں کو بیس میاں سے میں ہزار سہاواں کے ساتھ روانہ ہو گا۔ چند دن تک شہتہ افواجی لبنان کے محاذ پر پہنچ جائیں گے۔ اس جنگ کو ختم کر کے اب ایک ہی صورت باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ ہم مدینہ کو اس ہیئت کے احراز کرنے پر مجبور کر دیں کہ وہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے۔ اور ان کی بہتری اس میں ہے کہ وہ جانا غیر تیار ہوں۔ میں ملی علیاً فرج کے مستقر میں چلا ہوں گا۔ اور وہاں سے محاذ پر روانہ ہو جاؤں گا اس لئے شاید تم سے دوبارہ ملاقات کا

موقع نہ ملے۔ میں تم سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ تم نہیں رہو گے اور میری غیر ممانی میں دشمن چور کر چلنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ یہ حکم نہیں بلکہ ایک درخواست ہے۔ ایک ایسے شخص کی درخواست جو تمہیں پناہ دینا چاہتا ہے۔ میری عمر کا انسان نے ممانی اور دوست تلاش نہیں کیا لیکن تمہیں دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم جیسے ہمیشہ سے میرے ساتھ ہو۔
ماحم نے تاجر کو کہا۔ اس گھر سے باہر میرے لئے کوئی جگہ نہیں اور اگر میری قومیں آپ کی امانت کے بغیر نہیں جاتاں گا۔

میں مسکراتے ہیں تمہارا مشکرہ یاد رکھتا ہوں ؟

خوشی و رعب ماحم اپنے بستر پر لیٹا اپنے دل میں میں کی گفتگو یاد رکھتا تھا۔ اُسے اس بات کی کوئی افہام نہ تھی کہ یروشلیم لبنان کی بندہ کا فیصلہ کرنے کے متعلق میں کا مشورہ مان لیا ہے۔ تاہم یہ سب موقع تھا کہ اس کے خیالات اور انہوں کی فتح کے حق میں تھے اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں محاذ جنگ پر جانا تھا۔

باب

عالم کو کہیں کے گھر میں زندگی کی کامیابیوں میں ترقیوں، مہمانی کے ذریعہ بہت تہمتیں پہنچ رہے تھے۔
 وہ دنیا جیسے عالم میں پیچھے چھوڑا ہوا تھا، دلوں، ہنسنوں اور ہنسنوں کے ہر دلی میں، سمجھتی رہی تھی۔
 ابتدا میں جنگ کے متعلق دھشت، ناگہانی شے پریشان کیا کرتی تھی اور وہ ہر نئے شہر یا قلعے پر اپنا
 کی فتح کی پالی کی خریدنے کے بعد اپنے دل میں غور و فکر اور حکمتیں محسوس کر لیا تھا۔ لیکن اب وہ ان لوگوں
 مادی ہر جگہ تھا، اپنا نہیں بلکہ بربریت کے خلاف ان کے دل میں کی نفرت حق تو وہ میں سے متحدہ کے
 جذبات میں وہ بیکار تھی۔ تاہم جب وہ تنہا کی حالت میں اپنے حال اور مستقبل کے متعلق سوچتا تو اسے اس قسم
 کے خیالات پریشان کرنے لگتے، میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟ اس گھر میں میری کیا حیثیت ہے؟ میں کب تک دم
 اور ایمان کی جنگ سے بے منتفع رہ سکتا ہوں؟ یہ گھر میں رہنا میں میری آخری رہائش ہے۔ میں نے اس وقت
 میری طرف سے دوسری کواثر چھوڑا ہے جب یہ لوگ نہ سہانہ تھا کیا وہاں کسی کا یہ اتفاق نہیں کہ میں اس کے دوستوں
 کو اپنا دوست نہ رہا اس کے دشمنوں کو اپنا دشمن کہوں۔ وہ میدان جنگ میں میرے متعلق کیا سوچ رہا ہو گا؟ ہونے
 جی ہو یہاں پر رہنے کے بارے میں وہ نام اپنے شہر کی مصلحت کی دہائیں، گنتی ہے کہ اس کی جین جس کا چہرہ ہوا
 کی خدمات کی خبریں سنا کر کھٹا تھا ہے، میرے متعلق کیا سوچتی ہو گی؟ اور یہ لوگ میں نے فیضیہ میری بہادری کے لئے
 سکھ رہے ہیں کہ ان کی کوشش کیا کرتی ہے میرے متعلق کیا خیال کرتے ہوں گے؟
 کبھی کہیں اسے اس گھر کی پانڈی لاری کے اندر ایک گٹھنی میں محسوس پر نہ لگتی اور اس کی ہڈیاں ہکا

پہنچ رہے تھے کہ ان کی توڑ کر کسی ایسے درد مند کی طرف سے عمل کیا جاتا ہے جہاں اسے جانتے والا کوئی نہ ہو۔ لیکن پھر بھی
 یہ کبھی گتے سے فیضیہ کے معصوم قیدی ستانی دیتے اور زندگی کے سخت مسائل میں کی گاہوں سے پیچھے ہٹ جاتے
 ملک میں فیضیہ جگہ جگہ جاتی تھی اس کے پاس اتنی اور عام کہیں محسوس ہو کر کائنات کی مادی خوشیاں اور تمام قیدیوں
 کی تکلیفوں سے بھاگتے تھے۔ وہ بولے، اب ان کا خطا یہ ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ہم نے میں شہر اور رخ کر لے دیں۔ دیکھنے دی
 کا خط ہے، انہوں نے اہی جان کو آپ کے متعلق میں چند باتیں کہیں ہیں۔ میں آپ کو خبر نہ کر سکتی ہوں۔ وہ دیکھتے
 جیہ جیہ اس بات کا خیال رہتا ہے کہ میں مادی غمراہ کی نیکی کا بدلہ نہیں دے سکوں گا۔ میں واپس آ کر اسے کسی
 ایسے کام میں لگا دوں گا جو اس کی فلاح کے مطابق ہو۔ میں نے شہنشاہ سے اس کا ذکر کیا تھا، انہوں نے غلغلہ
 کیا اور انہیں ہماری طرف سے انعام کا مسوق ہے۔ میں کہی کہ میں عرض کرتے ہی نہ شہنشاہ کی خدمت میں پہنچاؤں
 عالم کو کہی جواب دینے کی بجائے اسے اپنی نیکی کی طرف دیکھتا رہا، اور وہ قدر سے وقت کے بدلے
 پیچھے ہٹنے سے انکار نہ کیا، آپ کے لئے کوئی خواہش، حاصل کر سکتی کوشش کر رہے ہیں، جب آپ شہنشاہ کے
 سامنے جی رہے ہیں کہ آپ کے لئے عزت و شہرت کے تمام لوازمات مکمل ہائیں گے۔ ممکن ہے آپ کسی لشکر کے
 ماہر بن جائیں اور یہی ممکن ہے کہ آپ کسی طاقتور عالم کا معاون بن جائے۔
 عالم کو کہی انگریزوں میں ماہر یا عالم بن جانے تو تم خوش ہو جائی گے؟
 "ہاں؟ اس نے تنبیہ پر جواب دیا، پھر کسی گاہ کی گتے جرات نہ لی کہ آپ جنگ میں معتد ہیں نہ صرف
 لگتے ہیں۔ اور آپ کو کسی کی ہیز پر جانے کا خیال بھی نہ لگتا؟
 فیضیہ پیش ہوئی واپس بہاری تھی اور عالم پہلے باہر چلے گئے، ان لوگوں کا قصہ کہ انہوں نے اتفاقاً جب کلا
 کی طرف کے ایک ماہر کی حیثیت سے کسی نئی شہر سے واپس آ کر گاہ کو کسی خوبصورت محل کے دو دروازے پر
 اس کی نیکی کی بجائے ایک عورت اس کے استقبال کے لئے کھڑی ہوئی۔ لیکن عورتی دروازے سے اس
 قصصات مختصر نیز محسوس ہونے لگے۔ وہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا یہ ہو سکتا ہے کہ میں پانڈی کی فوج میں
 ہوں سے خواہش حاصل کروں۔ لیکن یہ نیکی نہیں کہ کسی خوبصورت محل پر میرا انتظار کرنے والی عورت فیضیہ
 کہیں ایک خوب ہیں اور میں کی بیٹی کسی بیڑائی شہر سے کہی راہ دیکھنے کے لئے پہنچا ہوں ہے۔ میں اُسے

میں بدل میں ملے۔ سنا ہوں لیکن میری دنیا اس کے لئے بہت تنگ ہے۔ عداس کی دنیا میں کسی اور میری
 حیثیت حق سناؤں سے متعلق نہیں ہوگی۔ لیکن اس کی نسبت طور آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

ہر سب اپنی غریب الوطنی، کم کمائی اور بے بسی کے احساس سے اس کا دم گھٹنے گا تو اس کا دل
 گہراؤں میں وہ بزمِ خود پسندی کو نہیں لینے گا جو زندگی کے ہر لمحہ میں ایک جدی کاغذی سہارا سب
 وہ اپنے دل کی تسلی دے وہ اقامتیں اپنے نام کی روپوش نہیں دے سکتا لیکن مجھے اپنے حال اور مستقبل سے ایس
 انہیں ہر پناہ دینے۔ اس دنیا کی باتیں ان لوگوں کا فرض ہیں جو تھوڑی دیر کے پانچا سترہ سال کر کے ہماری
 اپنی خواہ پر محروم کر سکتا ہوں۔ سنندگی میں بھی میرا ایک ایسا دوست اور ساتھی ہے جس نے مجھے کبھی حیران
 دیا۔ اسی نے میرے لئے میں کے گھر کا دعوت کر دیا ہے۔ اور میں نے آئندہ کئے ان کی دہائی کا منتظر
 کر سکتی ہے۔ اپنی وقت باندھا ہوا کہ جس پر ان کے ملال نسبت شب و روز کے وحشیہ پیش کرنا ہو سکتا ہے۔ مگر
 یہ لوگ مجھے ایک بہادر انسان سمجھتے ہیں تو میں انہیں بھی نہیں کروں۔



ایک دن صبح فرنگ کے ساتھ میرا کھانا اور دو پیکٹ مینل ایشیائی دغریب اور میں میں گودادہ شام کے تپ
 گھر پہنچے تھے۔ میں نے ان کی اٹھوڑی اور اس نے اپنے دل میں خوشگوار محسوس کرتے ہوئے ایک ڈاکے
 پر چھاپا وہ شیک ہی تھا۔

”ہاں! اہل شیک! اس نے ہر سب دیا۔ صبح میں اس نے میرے گھر پر چھاپا اور صبح کے سامنے
 گھر سے گھر پر، ایک ڈاکے کے ساتھ ایک کپڑی اور صبح چٹائی کے اس کی گردن پر پڑا ہے۔ اور
 قہقہاں دینے کے بعد زینہ اُترنے لگا۔ اچانک اسے ایک بڑا قہقہہ سنا۔ وہ اور وہاں ہر گز ایشیائی بار کی طرف
 دیکھنے لگا۔ فطرتیہ چہرہ پر وہ ایک خوش حال اور صبور انسان کے ساتھ آشنا بن گیا۔ یہ تعلقی ہے ان کی کہ جس نے
 اور وہ اس کی مسکراہٹوں کے جواب میں ہر وقت کے ساتھ ہنس کے کشتی کر رہا ہے۔ صبح کو اپنی طوطا
 دیکھ کر فطرتیہ نے جی میں اس اپنی زبان کے کھولنے کے حق میں ایک مسکراہٹ گئی۔

فطرتیہ نے قریب آکر کہا: ”ابا جان! آگے میں اور انہوں نے آتے ہی آپ کے متعلق پوچھا تو آپ نے بہت
 دیر لگائی۔“ صبح میں کہا: ”میں وہ اور وہاں گیا تھا۔ وہ کہاں ہیں؟“

”اندھ ہے۔“

”اور وہ کون ہے؟“

فطرتیہ نے جواب دیا: ”یہ سب ہے اور ان کے ایک بہت لمبے فانی سے تعلق رکھتا ہے۔ طوطا میں
 اس کی گھر ہے۔ مگر کے سامنے تھا۔ اس کا باپ ابا جان کا دوست تھا۔ آج ایک جگہ میں وہ بار زخمی ہو چکا ہے
 اور اب ان کے گھر کے سامنے ابا جان کے ساتھ آیا ہے۔“

یہ سب کا فطرتیہ پریشانی کی حالت میں کھانا، آج بہت اچھا تھا۔ آج آگے بڑھا۔
 فطرتیہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا: ”صبح میں اگر میری ہمدردی دہرے تو آج شاید ہم یہاں نہ ہوتے۔“
 صبح نے اس کی طرف اشارہ فرمایا لیکن اس نے صاف کرنے کی بجائے صبح کے گھر کے کی گردن پر
 اتر کر کہنے لگا: ”یہ گھر بہت خوبصورت ہے۔“

ایک گھر کے لئے صبح کی گردن کا سامنا تو صحت کراس کے چہرے میں آگیا۔ تاہم اس نے جلد سے کام
 لیتے ہوئے کہا: ”یگھوڑا خوبصورت ہے۔ جی اور شریف میں اور جب گھوڑوں کے گھر پر میں کی بجائے ان کی
 فرشتہ کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔“

یہ سب نے گھر کا صبح کی طرف دیکھا اور کہا: ”مگر گھر کے کی فرشتہ کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے
 گھر کو دیکھتے ہیں۔ اگر ہمدردی خداتوں اس گھر کی بجائے کسی اور گھر کی تو میں اپنے ڈاکوں سے بیکار اس گھر سے
 ایک سچے صوابی مزدور ہے۔ صبح میں تم سے یہ چھاپا پتا ہوں کہ اس کی قیمت کیا ہے؟“
 صبح نے ان کی لڑکھائی کو دیکھ کر کہنے لگا: ”اس کی قیمت ایک بہادر اور شریف دوست کی
 مسکراہٹ ہے۔“

فطرتیہ جواب دیکھ پریشانی کی حالت میں اس کی گھٹنوں پر بیٹھی۔ یہ سب سے مخاطب ہو کر برائی آپ کو
 نکال دیکھے۔ لیکن گھر میں یہاں اپنے گھر سے فرشتہ کا نہ آتے ہیں۔

کئی اور وہ اپنے دل میں ناخوش اور حسرتیں محسوس کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

وہ بلا توجہ نہ تھا کہ آپ مجھے میرے لیے مابین گئے۔ مدت سرتہ وقت میرے ذہن میں کئی باتیں تھیں، لیکن اب مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں؟

”فیضان! مہم نے اپنی پریشانی پر تھک چکا، اس کی کوشش کرتے ہوئے کیا تمہارے والدین قبلہ پہلو؟ پسند نہیں کریں گے؟“

وہ سکڑائی، ”ابا جان! یہ جاننے کی بات ہے کہ آپ سے بڑھ کر میرا اور کوئی محافظ نہیں ہو سکا اور اسی مان کر بھی معلوم ہے کہ میں آپ کو اصرار نہ کہنے کی ہوں۔ اسی اصرار سے میرا جھگڑا ہو گیا تھا، قیامتیں یہ کہ آپ کو جگ سے نفرت ہے اور آپ حوت مجھے خوش کرنے کے لئے جگ میں ستر بیٹھے ہمارے ہیں؟“

”اگر تم نے کیا کیا تھا؟“

”میں نے کیا کیا تھا کہ ایک بہادر انسان جنگ سے فائدہ نہیں ہو سکا؟“

عاصم نے کہا، ”تم واقعی اس سے خوش ہو کر میں ایران کی فوج میں شامل ہو رہا ہوں؟“

فیضان نے جواب دیا، ”میرے والد گرامی کے دوست ہیں۔ وہ ایران کے ایک نامور بریگیڈ میں اور میں فرما تے شہرت اور عزت کے واسطے ہیں، ان کا ساتھ دینے والوں کو دشمنی اور فخر اور نہیں کہہ سکتی۔ میں جانتی ہوں کہ جب آپ چلے جائیں گے تو دشمن کا شہر میرے لئے سرتا ہو جائے گا، لیکن میں یہ بھی محسوس کرتی ہوں کہ آپ اب

وینا میں حوت میرے والد کے رفیق ہیں، یہی کہہ کر اپنی قلبی محبت تمام حاصل کر سکتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ جب آپ آئیں آپ کا ذکر کہے تو میں فرخزہ مراد پنا کر لوں۔ جب آپ فرما تے کہ پرچم ہاتھ دے دے، والدین کا پیش قدمی آپ کے

ساتھ میں چلے آئے اور گردن میرے لئے عجب سے بڑی خوشی ہو کر گئی ہے کہ میں اب بھی گزشتہ دور میں سے والد کے بعد آپ کو جبر عصب سے جند میں اور میں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ تم اب عصب پر ہونے کے باوجود ویراج سے

کے ساتھ ہیں لیکن زیادہ عزت اور احترام کے لئے تیار ہوئے

عاصم نے کہا، ”فیضان! مجھے عزت اور شہرت کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر تم میری قیادہ ہوں گے مجھے دیکھ کر خوش ہو سکتی ہو، میں بھی اس خوشی کو دے دوں گا۔ جنگ کے دوران میں میری سب سے بڑی تڑپا ہی یہ ہو گئی کہ اگر میں کسی دن قید سے رہوں تو سکوا ہسٹ دیکھ سکوں۔ لیکن اگر میرے لئے واپسی مقدور نہ ہوئی تو کئی باتیں یہ فیضان نہیں دے سکے گا کہ میں ایک بزدلی کی موت مرا تھا؟“

فیضان کی آنکھوں میں چمک اٹھی، ”اگر تم نے اور اس نے تمہیں کوئی تھکا دیا؟“ نہیں، نہیں، ”ایسا نہ کیجئے، مجھے جیسے کہ آپ ہوتے ہو، والدین! میں نہیں کہیں کہ آپ کی دیکھ کر ان کو دے گی؟“

عاصم نے کہا، ”فیضان! تم میں کی جتنی بڑی ہندو مال نہیں ہے، میرے شوق سے چپے ہوئے ہیں، اناست محسوس ہو گئی، مجھے اس وقت بھی قہار رہا، انا تامل بھی محسوس ہوتا ہے؟“

فیضان نے کہا، ”آپ دودھ پینے کو جگ کے میدان میں جاؤ، کوئی خطروں میں نہیں گئے؟“

عاصم نے جواب دیا، ”فیضان! تمہیں میرے شوق پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اس دنیا میں میری زندگی کوئی قیمت نہیں۔ اگر تم کہہ چاہنا، جان کی قربانی میں شریک ہو کر اپنا جی پڑو، مجھے اُن تمام خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا، جو ایک سپاہی کے لئے ہیں، جنگ کے میدانوں میں میرا خون دوسروں سے زیادہ قیمتی نہیں سمجھا جائے گا؟“

یہ بڑا چمک دوازے کے سامنے نمودار ہوئی اور اس نے فخریہ ہچکے میں کہا، ”فیضان! تمہارے ابا جان تو میں جانتے ہیں؟“

فیضان جلدی سے ابھر نکلی، ”اے مکان کے دوسری دوازے کے سامنے اپنے والدین دکھائی دیتے وہاں سے تو میری جتنی قربتیں نے گزرا کہ فیضان! ہمارے گھر کے حالات و مشق کے سامنے کی منزلوں سے

تعلق ہیں۔ اور کیا کیا خیال کرے گا؟ مجھے عاصم کے ساتھ قیدی نہ رکھنی پسند نہیں، اگر اندر جاتا؟“

فیضان نے کہے، ”میرا اندر نہیں گئی، جتنی دیر بعد میں کرے، میں اس پر تیار ہوں تو وہ دونوں باقاعدہ سے منہ

چھپانے سے سکیں، دہری حق۔“

میں نے آگے بڑھ کر کہا، ”اے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔“ فیضان اب تمہیں نہیں ہو مجھے

میں نے آگے بڑھ کر کہا، ”اے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔“ فیضان اب تمہیں نہیں ہو مجھے

گلی ادا دین کے چند چوری نہیں پڑاؤں نے ماسوس کے لئے خنب کی تمام اینٹوں کے مہینہ کی رقم
کے اندر داخل پچکے تھے اور مقامی دکان کو دہشت زدہ کرنے کے لئے طرح طرح کی افواہیں پھیلا رہے تھے۔
ایک دن گلی کے کسی عیسائی یہاؤنری نے ایک چوری ماسوس کو، جو غریب ماسوس کا لباس پہنے تھا پھیل دیا۔
ماسوس نے جاننے کی کوشش کی لیکن عیسائی کی چھٹی سر سرحد میں نے اس کو بھی کیا اور اسے پکڑ کر متعلقہ جرم
کے والے کر دیا۔ تھوڑی دیر میں ماسوس اپنے برہم کی سزا سمجھتا تھا اور لوگ اس کی کاشی سن کر، بے تحاش
کے بعد شام سے پہلے پہلے کی گلی میں سے گزر رہے تھے اور ان کے چاچکے تھے۔ ماسوس ایک اجنبی کے ہاتھوں
مشتعل اور پائیس کو کھڑا کرنا دہ کرنا کہنے کے لئے کسی انتہائی غیر ذمہ دار کوئی کا یہ فراموشی سمجھا جاتا تھا کہ کچھ
چوری ہے اور پولیس فزٹ دھانی کے ایسے طریقوں سے واقف تھی جو انتہائی معصوم آدمیوں کو بھی متاثر کر
جور کر رہتے تھے۔ جب ایک بھگناہ بنگال برداشت جہانی نوجوان کے باعث جرم کا اقبال کر سکتا ہے اپنے
ساتھ اس کا ہم جانے کے لئے مزید اذیتیں دی جائیں، پھر اس کی نشان دہی پر کئی دوسرے گناہی شخصوں میں بڑا
دیشہ ہاتھ۔ ایسا ہونے کی توقعات کا سبب دھان میں ہونے قریب آ رہا تھا کہ بدوشم کے یہ حال تھی کہ اگر
کسی چاچا نہ تھا۔

یہودیوں کی طرح عیسائیوں کے اپنے دھرم کے، مقدس اور معتبر فیصلہ کیسے کا باطنی خیالی کیا جاتا تھا۔
حقوں سے ایک انتہائی متعصب اور بے رحم انگریز کے جو دہشت گردی کی ہیں، وہ جتنے، واقعی مصائب نے
اس کو بھی پہنچا دیوں کی طرح کیسے کا بدترین وحشی بنایا تھا۔ جب تک وہ حکومت اور گلی کا بدہجہ قائم نہ
ہوئی نہ فرسے اور غلام کران کی وفاداری کا دم بھرتے رہے لیکن جب یہودیوں کی فتح یقینی نظر آنے لگی تو یہودیوں کی
طرف اس کو اس نے اپنے مستقبل کی مادی اشیائیں گھسیٹنے سے اجاہت کر دیں۔

باب ۱۹

ماسوس کی نجات میں غصہ کی کئی سوکڑوں میں حصے چکا تھا جنگ جس کے چلے اور کبہ پہنچاؤ
نہایت ہمسودہ اپنے زمین میں ایک گلی ماسوس کی ایک کتاب اسے ایک کیل ماسوس ہوتی تھی۔ ایک ایسا کیل
جس سے اس کی ابتدائی دلچسپی، محبت یا غارت اور دھاتی و دشمنی کے جذبات سے غالی تھی کسی کی لڑائی یا تھرک
گشت کی کہانے اس کے لئے یہ سڑکوں پر زیادہ اہم تھا کہ اس نے اس جگہ میں حصہ لیا ہے اسے اس کا دوست
اور ساتھی ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ مصیبتیں جنہیں وہ شریب کی ناک میں دنی کر آیا تھا دوبارہ زندہ ہو رہی تھیں اور
میں کے دوست اسے اپنے دوست اور میں کے دشمن اسے اپنے دشمن ماسوس پرستے تھے۔ یہاں کی لڑائی کے
لے اور اس کا دشمن کی دینی میں سکیں کہ باوجود یہ لڑائی ماسوس کے لئے بھی ایک منصوبہ جات یعنی جاری تھی۔
میں فرصت کے اوقات میں اسے شہر اور ان کے طور طریقے سکھایا کرتا تھا۔ اور ماسوس اپنی خداداد
ذہانت کے باعث اس کی مختصر یہ اوقات چوری کر رہا تھا۔ میں اگر ماسوس کے شوق کوئی بلے اسرائیلی تھی تو یہ
گروان کے میدان میں اپنی ضرورت سے قائم رکھنے کے لئے اس کا شوق بہ اوقات ضبط و نظم کے تقاضوں پر فاعلی تھا
اپنے دل میں ماسوس نے مجھ انتہائی محدود پیمانے پر وہ قبا ئی لڑائیاں دیکھی تھیں جن میں فرانسیسی کے پہلوانوں کی لڑائی
شہادت کو ایک فیصلہ کن عنصر بنایا تھا کیوں دنیا کی وہ عظیم ترین عقلی مسکوں کے سوکڑوں میں ہزاروں انسان کا انتہائی
نظم ضبط و نظری شہادت سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔

میں کو پانچ ہزار سو روپیہ کی گلی غلی تھی۔ وہ ہونے کے انتہائی ہوشیار نرینوں میں سے تھا اور ماسوس کو ان

دعویٰ کرتا تھا کہ عام شرب کے ایک خوب خالص سے تسلی دیکھتا ہے، وہ اس سے اور بھی بے غلبے ہو گئے
تھے، فرصت کے اوقات میں وہ عام کو تیرہ دھانی، تیغ زنی اور نیزہ بازی کے مقابلوں میں شرکت دیا کرتے تھے۔
دوسری نالی گڑی پیپلوں سے اپنا سامان چھانچا، چند ہی پینڈوں میں عام کو مصروفیتوں میں وہ تندر اور فخر پر چکا
تھا کہ اپنے اپنے مستقبل کے متعلق سوچنے کو موقع ہی نہ ملتا تھا، فرصت کے اوقات میں وہ اپنے چار
سے زلفت کا تو کسی عجب قیلے کے مناموں کی محفل میں جا بیٹھتا۔ اب ہم نے تمام وہ پینڈوں اور مصروفیتوں کے
بعد جو جب کسی وہ اس جنگ میں مصروفوں کے گرد کے متعلق سوچتا تو اسے یہ محسوس ہوتا کہ نام اور تعلیم کے
علاقے کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ طائر ہی وہی محسوس فرمے گی کہ دلی نزاع میں اپنی جھانی دیکھتے ہیں اور یہاں نہیں
عام میں ان کے شہنشاہوں کی تندر اور زانی میں اپنا سامان لٹا رہا ہے، یہیں گئے۔ یہاں سے عام طور پر وہ
دبے تھے لیکن ان کے بعد جب بے بس خنوں پر وقت اتنا ہی کا موقع ملتا تو وہ سب سے آگے ہوتے تھے۔
کبھی کبھی ان کی دلجوئی دشمنی، شکارت اور بربریت کے خلاف عام کو فخر پر آج امتیاز یہ بھی جنگ کے جنگوں
میں مدد کر رہے تھے، وہ ایک سے تیز رفتار تھے کہ ساتھ ساتھ دلچسپ تھا، سب کے مسائل کو اپنے گھر و پیش
کا بازو لینے کی فرصت نہ تھی اور وہ ایک ایسا دانشور تھا کہ عام کو کچھ خاص کی خبریں غنیمت میں ڈھونڈتی تھیں، اور
یہودی اس کی تمام غزوت و طاقت کے بعد جو اس کے سحر مزی بنے تھے، وہ ایک اچھے کے ساتھ ڈھونڈتا
ایک سبب کے ساتھ یہ دیکھتا تھا کہ عام کو کبھی نہ دانتے یا منزل کے متعلق سوچتا اس کے بس کی بات نہ تھی۔
علیٹ اور نازک خیالات صرف اس وقت پر پیش کرتے جب اسے مات کی تنہائی میں سوچنے کو موقع ملتا تھا،
لیکن اپنے گھر سے پر سوار ہو کر کوئی جنگ کا رخ کرتے وقت وہ صرف ایک سپاہی رہ جاتا تھا۔ اسے وہاں
کہ قدر بخون کی قدر میں اسٹانڈرٹ تھا لیکن اس کی ہمتی برائی نہ تھی، بہت جلد و مقبلیت تھے، بعض لوگوں میں حدود
مکملیت کے جذبہ بھی بیدار کر دیتے۔ ایسا، یہی اس کی فوج میں ایک ہرزاسیوں کا سالار ہونے کے لیے
عام کو چاروں طرف سے گھیرتا تھا۔ اس کے دل میں پہلی طاعت کی تھی، اجماع جنگ کی تھی، اور وہ یہ دیکھ رہا
تھا کہ عجب عجب سے بڑھ کر اسے علم برات کرنے کے تصور ہی سے اسے بہت محسوس ہوئی تھی شہرت اور
عامی کے میدان میں سر پر ڈھونڈا ہے۔ ایسا نے عام کو ایک ایرانی دیکھنے کا لہجہ پانے کی مخالفت

منکر ملکوں کے فساد و جدوجہد سکھانے کے لئے اس سے بہتر شاگرد نہیں مل سکتا تھا، فرصت کے اوقات میں وہ
کو اپنے پاس بیٹھا اور دلی غصہ گھڑی کر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کسی اسے کسی کو لڑائی کے چاروں کی خبریں
خانہ میں بھرا، اور کسی آئندہ کے لئے صنعت بندی اسکے مختلف تجویز پر بحث شروع کر دیتا تھا، عام کو انہی موقع
میں کی اوقات سے کوئی نیا ثابت ثابت ہی نہیں اور چند ہفتوں میں اسے چاروں سرووں کی گمان لڑائی کی تھی، سرو
کے لئے یہ بات تھی کہ ان کا سالار ایک خوب تھا، اور ابتداء میں وہی خیال کرتے تھے کہ اس میں کسی گھڑ
کے موٹی لڑائی ہے، لیکن چند سرووں کے بعد یہ دوسری فوج میں ایک غیر معمولی شہرت و حوت حاصل کر لیا
اور اس کا ہر سپاہی اپنے سالار پر فخر کرتا تھا، عام کو انہی میں ان چاروں سرووں کی حیثیت اپنے قبیلے کے
کی تھی اور اس کی تمام وہ پینڈوں انہیں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ سزا دینا، بعض خنوں میں رہتا تھا
نہایت گھٹنے تک اور وہ تھیں، ایران کے سماج میں بڑے دھن اور با دھنوں کا رشتہ بندیوں اور اقوال کا رشتہ تھا
فرنگ کے اندر بھی یہی حالت تھی، کہ محسوس عام طور پر طبقہ اعلیٰ سے تعلق رکھتے تھے، اپنے سپاہیوں کو غلاموں کی
طرح خریدتے تھے، لیکن عام اپنے سپاہیوں کا نگہار و دست اور دہندہ سامانی بن چکا تھا اور اپنے دلوی
ان کے بڑے ہی شفقت محسوس کرتا تھا، جو ایک عجب سروں کے دل میں اپنے قبیلے کے آدمیوں کے لئے ہر قسم
تھی، اور یہ لوگ اس کے شاگرد ہر جہان دیتے تھے، جس طرح ایک سروا پیشہ اپنے قبیلے کی ٹاپوری جز
رہا پسند کرتا ہے، عام بھی اپنی ایک امتیازی شان پر فخر کرنے کے لئے گوش رہتا تھا۔
لڑائی کے میدانوں میں میں کی نگاہیں پیشہ اسے کسی ایسے مقام پر کھڑی کرتی تھیں جہاں دشمن کو ہار سب
سے زیادہ ہر جہان اس کے سپاہی جاننے کی طرح ہمیشہ اس کے لئے گوش رہتا تھا۔

لڑائی کے بعد جب اس کے ٹکے اسے سپاہی کسی چٹان یا ریت کے ٹیلے پر چڑھتے تو وہ بھی ٹکے
پاس بیٹھ جاتا، وہ اس کی عمر بگڑی میں بے غلظی سے آئیں کرتے اور بیٹھتے ہوتے تھے اور وہ اس کے ہر فرم اور خوش
میں شریک رہتا، اپنا فخر خیال کرتا تھا۔ میں اس بات پر خوش تھا کہ عام کے افراد چہرے کے لئے سلاخ
کے سالانہ پیشہ کر دیتے ہیں۔

عرب قبائل کے فساد اور ان کے دریا، عام کی برات و ہمت کے سروں سے، جب سے

کی حتی اس کا سب سے بڑا سوزن یہ تھا کہ ایرانی عہد عرب کی سرحدی قبیل نہیں کریں گے لیکن اس عہد پر یک
دعا تھا کہ ایرانی، بعضیں اس سے غزوت و رحلت سے پیش آتا چاہتے تھا، اس کے بجائے ہی چلے گئے۔



لیکھوں پر پڑا کی فوجیں پر دشمن سے چار منزلوں کے فاصلے پر پڑاؤ اسے چڑی عتیں کر چکا بلکہ اسے اس
ملی کر خانی قبائل کے ایک تانہ دم سنگر سے غصہ خیز کر کے گھیل کے دھڑلے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب بیک
چند میل دُرد ایرانی افواج کے عقب میں بھیج کر لڑائی کے لیے تیار کیا رہے ہیں۔

خسانی عرب یسائی تھے اور دریں کے حاضر مدین خیال تھے جیسے چنانچہ پر پڑنے پر دشمن چو
گئے۔ یہ پہلے ان کی طرف توجہ دینا ضروری سمجھتے ہوئے کسی وقت کے نیز میں کو پیش قدمی کا حکم دیا، اس میں
یہ ان علاقوں عرب کے دشمن اور بھی شریک ہو گئے۔ اس شکر میں ایرانیوں کے علاوہ دوسرا عرب سردار فخر نجم و
دوسرے مدین قبائل کی فوجوں کے ساتھ تھے۔ جو بیک کے پانچ سو سرداروں کے ایک قریبی بیک سردار کا نام ہے جس کا
نام اس سے صاحب کی ابتدا ہے دیلمی کسی وجہ سے اس کا اس کا دایاں ہاتھ لگا ہوا تھا۔ دایاں کے وقت میں نے اسے
جھانسنے کی کوشش کی کہ تو تم مذہب خود اس میں ہر پر جانے کی بجائے اپنے آدمیوں کی رہنمائی کے لئے کسی اندر کریج
دو لیکن اس نے جواب دیا: میرے قبیلے کے آری صرف میری سرحد کی سرحد کی وجہ سے جو ہر دیکھتا ہے اس میں
یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ کسی سے پیچھے دو جانیں ہر پر بیک شہر کے باہر گئے میاں میں اتنی دشمن
ہوئی تو عجب کے سپاہی پہلے پلے ہی دشمن کے قبیلے تک پہنچ گئے تھے۔ خسانی لشکر نے کہ وہ پیچھے ہٹنے کے
بعد پوری قوت سے ہوائی لڑائی اور اس کے مایں اور بائیں بازو کے سولوں نے آگے جھڑکے مایں کے لئے
پیچھے ہٹنے کا راستہ سبک کر دیا۔

متردی دیر بند ہر ایرانیوں کا پلہ مجازی نظر نہ لگتا بلکہ اور خسانی دہلیہ پیچھے ہٹنے گئے لیکن مایں کے بائیں
ابھی تک اس کے زخمی تھے۔ ایک شدید جلے کے بعد خسانی ایرانی اور عرب دھڑلے دشمنی کا ٹکڑا کر آگے بڑھ گئے
اتنی دیر میں مایں کے فوجی سرداری پاک اور دشمنی پہلے تھے۔ وہ خود بھی دشمنی تھا اور دلی شکر سے گھٹنے پنا

توان یافتہ گھنے کی کوشش کر رہا تھا اس کے ساتھی باقی فوجوں اور نیزوں کی مدد سے دشمن کو پیچھے ہٹا رہے تھے
ہر ایک ایک خسانی کا نیزہ مایں کے گھوڑے کی گردن پر لگا ہوا تھا اور مایں کی طے و حرکت گیا اس عرصہ
میں مایں اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ ایرانی لشکر کے چند اور تھے اس کی مدد کی تھی تھے اور انہوں نے
دشمن کو پیچھے ہٹا دیا۔ مایں نے گھوڑے سے لڑ کر گرے ہوئے سردار کا شہادہ اور چاکہ پکھتے میں اسے زخمی پڑا
کڑی کے پیچھے بیٹھ گیا، متردی دیر بند مایں صحت ہو چکا تھا اور مایں کو ایک نیچے ہی شکار اس کی
مان کے قلم پر چلی بازو دیا تھا۔

ایک ساعت بعد جب مایں کو چوٹی یا تو میں میرج اور چند عرب سردار اس کے گرد جمع تھے۔ اپنے
چکر دہان سے چند سال کرنے کے بعد اس نے پوچھا: اور دو گن ہیں جس نے میری ہوائی پناہ ہے؟
جیسی رضا کاروں کے سردار نے مایں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: تمہارا مایں یہ ہے؟
مایں کو دیر بند مایں کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اس کا نشانہ مسکراہٹ کے ساتھ کیا۔ فوج انڈا
میرے قریب آؤ۔

ماہم آگے بڑھا اور مایں نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا ہوا تھا۔ میں تیار ہوا شکر گزروں؟
میرج نے کہا: آپ میں کو دشمن کے لئے میدان میں آئے کی عزت و دھن تیار ہے جسے میں خوش سے
کئی کا نام آئی ہوتے ہا پکے ہیں؟

مایں کو چہرہ دھنے سے تھا اشارہ میں نے فوراً مخالفت کی عزت میں صبر کرتے ہوئے کہا: تمہارا آمد
آئی اس نے ہمارے گئے کہ جب حکمران کے کی عزت میں تہذیب کی حالت میں کوڑے سے لگاتے ہیں مایں کی
طرح غرض شامی کا شہرت دیتے تو ان سے کڑی مایں بھائی یا کئی جیسے؟

میرج جیسے ہر معاملے میں میں نے دھڑلے اور تیز برداری کی قوت تھی، اپنا نشانہ کر رہا گیا اور چند
ثقیلے بعد جب یہ لوگ جنگ کے واقعات پر گفتگو کر رہے تھے وہ گھن کی نگاہوں سے پتا چلا وہ پناہ پاؤں۔ نیچے
سیما ہر گل گیا۔

متردی دیر بعد جب میں اور دوسرے لوگ مایں کے نیچے سے جانے لگے تو مایں نے میں سے کہا:

وہی کرنا چاہتا ہوں ؟

”کیا بات ہے، تم بہت پریشان محسوس کرتے ہو ؟“

”جناب! مجھے محسوس ہے کہ آپ کا سامحہ کرنا بہت چاہتے ہیں۔ اسے میری جیڑھی خوش ہے کہ آپ دن کو مل کر اس کی نیکی کا بدلہ دیں لیکن دو فرج کے نظم و ضبط کی اہمیت قطعاً محسوس نہیں کرتا۔ میں نے پریشان ہو کر پوچھا تھا اس لئے کیا کیا ہے ؟“

”جناب! فرج کے کسی چہرے یا بڑے جہدہ دار کو اپنے سپاہیوں کے ساتھ اس قدر غامض نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرنے لگیں۔ سامحہ دو دوسروں کے لئے ایک غلامانہ تاقم کرنا ہے۔ آپ اندازاً ہم غلط کر رہے ہیں اس کے سپاہیوں میں اس لئے وہ ان کے درمیان زمین پر بیٹھا ہوا ہے ؟“

”تقیوں سپاہیوں کا کیا ثابت نہیں ؟“

”جناب! مجھے یہ شکارت ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ٹوٹا ہے اور اُسے اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ اس قسم کی بے تکلفی سے سپاہیوں کے دل سے اپنے ساتھ کا عجب اٹھ جاتا ہے ؟“

میں نے جواب دیا: ”ایک سالہ کی کامیابی کا نذرانہ اس کے سپاہیوں کی قربانیت اور ذوق شناسی سے لگایا جاتا ہے اور ہماری فرج کا کوئی دستہ سامحہ کے سپاہیوں سے زیادہ بہادر اور فوج شناس نہیں۔ ۱۰۰ ہاتھیوں کو روکے سے لنگر بند نہیں کرنا لیکن یہاں تک اپنے حکام کی قیمن کرانے کا تعلق ہے فرج کا کوئی سالار اس سے زیادہ ہوشیار نہیں۔“ اسی وقت پریشان ہو کر کہا ”جناب! اسی میں ان کے قریب سے گزرنا عقائد لیکن یہ لوگ اب یا احترام تو رکھنا کسی میری طرف دیکھنے کا ضرورت نہیں میری سامحہ میں نہیں کی۔ فرج کے دو سرے افسروں کو بھی یہ شکایت ہے کہ اس کے سپاہی بہت بدلتا رہتے ہیں اور وہ کسی کی پراستیا نہیں کرتے۔ مجھے حروں کے تعلق سے یہیں جملہ پرکھنی احترام میں ہوں۔ وہیں کسی مضبوط نظم کی پابندی نہیں کرتے لیکن سپاہیوں اور جہدہ داروں کے درمیان یہ بے تکلفی پرانی فرج کی روایات کے منافی ہے۔“

میں نے سختی سے جواب دیا: ”تقیوں فرج میں ایک اجماع جہدہ اس لئے دیا گیا ہے کہ اگر ایک بااثر سپاہ کے بیٹے ہو۔ لیکن سامحہ فوج پرستی ہے۔ میں نے اس کی نیکی افسانہ نہیں کیا۔ وہ گزشتہ دو سو سالوں میں اپنے

آپ فتویٰ دے کر ٹھہرے ہیں آپ سے ایک غمزدی بات کرنا چاہتا ہوں۔“

میں نے لگائی اور باقی لوگ نیچے سے باہر نکلے۔ سامحہ نے کہا: ”مجھے اس بات کا پورا احساس تھا کہ میں اپنے ہاتھ سے عوام ہونے کے بعد لڑنے کے قابل نہیں رہا لیکن غلط اندیشی سواوں سے میرے آدمیوں کو بڑا بھلا دیا تھا اور میں ان پر بہت اہمیت کرنا چاہتا تھا کہ وہ اعلان سے خیر بھی میں اپنے آدمیوں کو شہیدوں کی طرح دیکھتا ہوں لیکن آئندہ اگر میرے لئے کسی میں شاید گھبرائے ہوئی ہو، اس کی دکانوں اب میرے آدمیوں کو ایک بچہ دیکھ کر ضرورت ہے اور شرب کا یہ نگران، جس نے آج میری جان بچائی ہے، میرا لکھتے اس زخمی کا بوجھ بھارتیہ کا ہے۔“

میں نے کہا کہ وہ درجہ کے جہدہ سال کا آپ کے قبیلے کے آدمی اس کی حیثیت میں ڈھانچ کر کر رہا ہے۔ ”میرے نہیں اس سے میری جان بچائی ہے اور میرا جیڑھی اسے انگلیوں پر بٹانے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔“

”میرے سامنے اس کا اپنے قبیلے سے اس کا رشتہ کٹ چکا ہے اگر وہ پسند کرے تو اس نے اپنے قبیلے میں داخل کرنے کو تیار ہوں۔ میں اُسے اپنا بیٹا سمجھوں گا۔“

میں نے مضطرب سا ہو کر اس کی طرف دیکھا اور کہا: ”وہ ایک سپاہی ہے اور میرا ان کی فرج کے مرب

اس کا کوئی قبیلہ نہیں، میں اُسے دھانسا کر کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ اپنے اپنی دے گا۔“

”جو کہ شاید کوئی بڑے سے جہدہ قبول کرنا بھی پسند نہ کرے۔“

سامحہ نے اپنے ہاتھ پر کرنا دیا: ”ایمانی دستہ میرے آدمیوں کے ساتھ نہیں رہ سکتا ہے۔“

میں نے جواب دیا: ”یہ جو ممکن ہے، اگر تم اس قدر معزز ہو تو تقیوں میں نہیں کرے گا لیکن یہ وہی حال ہے کہ عرب موت اپنے گھوڑے کی پہچان نہیں کھتے ہیں۔“

سامحہ نے کہا: ”جناب! میں چاہتا ہوں اس کا گھوڑہ دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوں۔“

شام کے وقت ابرج وہیں کے نیچے میں داخل ہوا اور اس نے کہا: ”جناب! آپ کے سامنے اس کے

وہ ہر قبیلے کا سردار شہنشاہ و پادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بیابان گھومتا تھا۔

آپ کو ڈی سے بڑی ذمہ داری کا اہل ثابت کر چکا ہے۔

فرزندانِ صلیب کے لئے یہ دشمنی حالتِ موت و حیات کا مسئلہ ہی نہ رہا تھا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ شکت
 اگر اس میں سے منہیں نکل جائی گی اس کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن رسد و لگ کے تمام راستے مسدود ہو جائے گے تو ان کے
 وسیعہ تہذیب پرست ہو رہے تھے۔ ہر ایک دن ایرانی فوجیں پوری اُت کے ساتھ چاروں طرف سے پر دشمن پر
 فوجیں اور انہیں سے بغلیں کے لگ جھنے پر قبضہ کر جانے کے بعد وہ آہنی دوازہ کھول دیا جو لاکھ دہائی
 کے ایک میل حکیم کو روک رہے تھے۔ حمزوی و رابعہ فیل کے ہر فرج پر صلیب کے جھنڈے سرخس ہو چکے تھے
 اور ایرانی فوجیں مختلف دھندلوں سے شہر کے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ دشتِ اہر پر بیت کے حضرت انسانیت کے
 جیسے تہذیب و اخلاق کا پرچم نوجہ تھے۔ حمزوی دھندلوں جنہیں عدالت کے بعد اپنے جڈ پر افتخار کی لنگی
 کا پرچہ اٹھاتا۔ ان کے گردوں گردوں اور فوجوں میں داخل ہو گئے تھے۔ بیتِ اہر دھندلوں کے میدان پر
 کیا کے باغی خیال کے جانتے تھے۔ اب ایرانیوں اور مسلمانوں کے ساتھ قتل کرنا یا ہاروں اہل پاروں سے عدلیوں
 کے حکام کا اختتام لے رہے تھے۔ قبا میں کبھی کبھی ان کے سے اور افسار تھیں۔ یہ دشمن قتل و غارت گاہ
 کا کارنامہ تھا۔ انہیں اہل پاروں میں مل کر نمایاں ہو رہی تھیں۔ ان میں فوجوں اور فوجوں کو روکنے کے بعد
 مسلمان اہل پاروں میں عدلیوں سے مشرق و مغرب کی دولت جمع ہو رہی تھی۔ اب مسلمان اہل پاروں یا اپنی اپنی جگہوں
 میں کے باد سے تھے۔ منہیں وہ جیتہ و گورنر کی اصلاح کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ یہ دشمن ہیں یہ سب کا
 سب سے بڑا دشمن اور گناہگار ہو چکا تھا۔ وہ مقدس صلیب میں پر صلیبوں کے حیدر کے مطابق حضرت عیسیٰ
 نے ہمارے دی گئی اور میں کے جھنڈے میں اپنی گئی تھی۔



یہ دشمنی کے لئے ایک حکم صادر کیا گیا کہ وہاں کے لوگوں سے چھوٹا سا محاصرہ کے بعد وہاں میں وہ
 ہی فریضہ جاری نہ ہو جائے۔ اس کے سوا کوئی اور طریقہ نہیں حاصل کر چکا تھا۔ آخری لمحے کے وقت وہ

بمقام اس سے تہذیبی عداوت کے جو منہیں کھڑے ہوئے تھے اس پر مشتمل نہیں ہو چکا ہے۔ محاصرہ ہائے
 طاقت خوس رہے کہ وہ اس کا طرز عمل ان انصافوں کے پیش میں نہیں کرے گا۔ وہ اپنے سپاہیوں میں حسرت غم کے
 معمولی احساس کو بھی نظم و ضبط کے تقاضوں کے منافی سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے قبیلے کے جانناؤں کی باتوں
 کے لئے اس کی فدایت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اب کبھی نہ مذہب میں حقاری پرانیل متاثر کریں وہیں ہر گز
 اہم جیسے کے لئے شہنشاہ سے اس کی مشاورت کروں گا لیکن میرے میرے سر پرستی کی ضرورت نہیں۔ اتنا
 اگر میرے کسی انصر کے حاکم کے خلاف کوئی شکایت ہو تو اسے ہمیں کہ پاس بٹا جائے۔ میرا ہے ایرانی نہیں بنا
 سکتا لیکن میں وہ نہ دیکھ رہا ہوں۔ اب تم لوگ اس سے معاشرہ کرتے ہو نہ شرم حسرت میں ہو گئے۔
 ایرج نے لکھیا تھا کہ اگر کبھی تباہی آئی اس کا دشمن نہیں لکھیں گی کہ ان کی موت کا شرف ہوں
 میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اسے خدا تعالیٰ سے کام لینا چاہیئے۔

میں نے لکھا تھا کہ ایرج اور اب اس کو کہہ دے کہ ہم کو تمہارے مشنوں کی ضرورت نہیں۔ اس کی دنیا تباہی
 دینا سے متعلق ہے۔

یہ سچا انتہائی پریشانی کی حالت میں تھے۔ ہرگز نہ کیا۔ حمزوی و رابعہ اپنے نیچے سے کھانسی پر
 اسے حاکم اس کے ساتھیوں کے قہقہے سنال دے رہے تھے اور وہ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے وہ لوگ
 اس کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

یہ وہ کاشگری و دشمنی کا دور تھا کہ چاروں طرف سے رسد و لگ کے راستے بند ہو چکے تھے۔ تاہم شہر کے
 مخالفین عوام و فوجات کا نہ ہو کہ تھے وہ اس سے قبل شام کے کسی اور شہر میں نہیں ہو سکتے تھے۔
 اور فوجوں میں وہاں باقی رہی تھیں۔ ان کے بعد وہاں کی فوجوں سے ہر گز نہ اس کی مدد میں تھیں۔
 مسیحا کا انتظار ہوتا تھا۔ ان کے قہقہے کے مخالفین کے ہر گز نہ اس سے تھے۔ ایرانیوں نے کئی بار وہاں وہ
 میر میں کی مدد سے فیل کے ہر گز نہ کیا لیکن اس پر سے چھوٹے آتشیں جیسے ہو گئے تھے۔ اسے قتل کے لئے کئی کئی
 بہت سیسے لگائی۔ یہ دشمن کے ہر گز نہ ہو رہی ہو رہی تھی کہ اس کے لئے اندازہ لگائے تھے۔ یہ وہی کاشگری

اُس ماساند کے ساتھ تھا جنہیں سب سے پہلے نہیں کے ایک سے پر تیز کر کے جس کا یہاں بھی ہوئی
 لیکن اب وہ مگر جس میں شمس کے سپاہیانہ جوہر کی طرح پیدا تھے، ختم ہو چکا تھا اور اُسے اندر سے غلغلہ
 کی غلغلہ متاثر ہے ہی اُسے پریشان کر رہی تھی۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد نواحِ شکر کے سپاہی جیسے میں انسانوں کے ساتھ وہی سولہ کر رہے تھے
 جو عرب کے دشمنی قافلہ اپنے دشمنوں کے ساتھ گھاٹ کر رہے تھے لیکن ماسام کا وہی اختتام کے عبادت سے غفلت قدم
 وہ اپنے ساتھیوں کی تحریک کے باوجود حشمت و ہریت کے گھٹاؤنے کھیل میں مصروف تھے کہ تیار نہ ہوا
 قتل ماسام کی پہلا دھمکے شہر کی گھوڑوں اور ہزاروں جوہر تیار، اور ہر آدمی بات کے قریب
 سب اُس کی فتنہ پر داشت ہوا رہے دینے لگی تو شہر کے ایک ہزار سے باہر بھاگ اوردھڑاکی طوفان ہوا۔

ماتھے میں اُسے ٹھیک سپاہیوں کی فوجیاں دکھائی دیں جو پہنچ چکی تھیں اور گھوڑوں سے کھڑی کر چکی تھیں
 ایک رہے تھے۔ ماسام کو پہنچنے کی گھوڑوں کے زیادہ خوفناک محسوس ہو رہی تھی، چڑاؤ میں داخل ہو رہی تھی
 وہ صاف اپنے نیچے کی طرف بڑھا، چند آدمی جو عرب دشمنوں کے نہیں بلکہ گھوڑوں کی مخالفت پر تھیں تھے
 کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ لوگ کہیں اپنے ساتھیوں کے شعلہ پر چھٹے اور کبھی ماسام کے قالی اقدام سے اپنے ہریت کا
 اقدام کر رہے۔ ماسام کا جواب انہیں ملنے کرنے کے لئے کافی تھا۔ اہل ایک پاس ہی ایک جیسے سے ماسام کی
 آواز سنائی دی۔ "ماسام گلیا ہے؟"

"جی ہاں؟" ایک سپاہی نے جواب دیا۔

"ماسام یہاں آؤ، وہ بندہ تو زمین پر گیا۔"

ماسام نے اپنے اندر داخل ہوا، اُس کی مٹھی میں وہی تھی اور ماسام کی انگلیں پیچھے سے ایک ایک پانی
 پر جھینٹا تھا۔ اُس نے کہا: "میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ اُس اور کبھی نہیں ملے گا۔ وہیں سے وہ رہے تھے
 اور میں ہر سچا ہوا تھا کہ میرے ساتھیوں نے مجھے فراوان کر دیا ہے۔ مگر اُن کو شرب کا ایک شعلہ کی طرح نہیں ہے
 وہاں ہمیں نے آج اُس سے ایک کربا ہے۔ وہ سب تباہی کی پاداش کی تحریف کرتے تھے۔ اور مجھے نہیں تھا
 اُس سے لئے بہترین مخالفت کا ہے؟"

ماسام نے کہا: "میں آپ کے لئے یہ شکر کی شکر کی شکر کے ساتھ اور کچھ نہیں دیتا
 میں جانتا ہوں کہ میرے ہندوہ پر کھام کی طوفان دھکتا رہا، بالآخر اس نے کیا، تم مذاق کو اسے بڑھ کر
 یہاں آؤ، تم یہ شکر کی شکر کے بعد غالی اقدام میں آئے ہو؟"

"میں غلط نہیں کرتا۔" جس کے بعد اُن غلغلہ انہوں نے چوڑوں کے ساتھ کہا: "ماتھا"

"میرے آدمی کہاں ہیں؟" وہ بھی طوفان کی غلغلہ اقدام میں آئے ہیں۔

میں نے اُدھ بھی لکھ دیں ہیں اور جواب دہ وہاں آئیں گے تو آپ کی شکریت نہیں ہے کہ وہ غلغلہ
 دھکے دھکے میں کسی سے پیچھے رہ گئے ہیں، شکر کے شہر میں داخل ہوئے ہیں وہ میرے حکم سے کہ وہ ہر گھٹنے
 "تم میرے لئے ایک مٹا ہو۔ کبھی کبھی مجھے تمہارے عرب ہونے پر بھی شک ہونے لگا ہے۔ جیتے جاؤ!"

میں اس وقت شرب کی ضرورت ہے۔ اور میرے شکر سے ہی اُمی چنگر نہ باقی ہیں یہ تو

میں نے یہ کہہ کر چھوٹا مٹا اور ماسام کو چھوڑ کر دیا۔ ماسام کو یہ تو غلغلہ کی حالت میں گھڑا
 ہوا تھا کہ ایک گھری ماسام کی اور شکر کے گھڑا ماسام کے قریب گیا۔ ماسام کی وہی جواب دہ شکر کے
 اب طوفان سے ایک مٹا ماسام نے کہا: "میں کبھی شرب کا اقدام نہیں لگاتے لیکن میں یہ ماسام کی گھڑا
 ناکہ تم میں ایک مٹا کی دھواؤں کا اقدام کرتے ہو جسے اسیا ماسام تھے۔ آج میرا خیال تھا کہ تم پر دشمن کے کسی
 دشمن کا مٹا پر تامل ہوئے۔ تمہارے ساتھی شرب کے شکر کے لئے ہیں گے اور تمہارے پہلو میں وہی شکر
 لکھنا ہے کہ ہم وہی طرح سفید ہوتے ہیں۔"

ماسام نے جواب دیا: "میں درست کہتا تھا کہ میں نے تم سے بعد شرب کرنا اقدام لگایا ہے۔ جب میں
 اسے شکر ماسام نے باقی زندگی شرب نہ پیچھے کا دھکے ماسام نے شام کی گھڑا میں داخل ہوئے ہیں
 یہ وہی تھا کہ تم کو کبھی اقدام نہیں لگائے گا لیکن میری اقدام میں ٹوٹ چکی ہیں اب مجھے اپنی کسی بات پر تیار ہونا
 ماسام نے کہا: "تم تپائی محسوس کر رہے ہو اور تمہارا علاج یہ ہے کہ تمہیں دوبارہ شہر میں بھیج دیا جائے وہاں
 یہ تو تمہاری ہی مٹھی میں ہیں، دیکھو کہ تمہاری ہی مٹھی میں ہوا ہے۔"

ماسام نے جواب دیا: "میں وہاں سے شکر نہیں لکھتا، ایک آدمی ہوں انہیں سب کا خون میری طرف شکر نما۔"

اور جو زخم جس لہی کا آپس اور گھسیٹنے کے سبب لگا تھا، اس کو بھی صحت ہوئی تھی۔ کاشی شراب کا شفا دینا ہو
 ملنے کی تمام خبروں کو میرے ذہن سے غرض ہو کر نکلتا تھا۔

مابین سے سوال کیا۔ میرا کہن مٹی ۹۔

حاصل سے کہہ دے سوچنے کے بعد کیا آپ نے کسی ایسی شے کو دیکھا ہے جس کے پیر سے کسی دشمن کو
 کو اپنے دشمن دشمن دوست نظر نہ آئیں جس کی سلاٹ اس کی نفرت کو محبت سے بدل دے۔ جس کے
 ساتھ آپ کی دلداری تمام خاندانی اور دنیاوی دفا دیوں پر غالب آجائے۔ اور جس کی خاطر آپ اپنے دشمنوں اور
 دوستوں سے ہندوں اور غداروں کے ٹھٹھے منگا کر لیں۔

"میں نہیں مانتا ہے پر دشمن پر جو رک پڑا۔ میری طرف سے ایک حرب کا خون ہے اور کوئی حرب کسی
 ملکا کے دوست نہیں ہو کر سکتا۔ جس کی محبت اس کی خاندانی اور دنیاوی مصیبت پر غالب آجائے۔"

"تو میری آپ کو نہیں سمجھا سکتا کہ میرا کہن مٹی اور یہ بات جس آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی کہ
 اس وقت شہر سے گئے ہیں بھاگ آیا ہوں۔"

مابین سے گیا۔ انہم میرے لئے ایک سناہو۔ لیکن میں یہ نہ چاہتا ہوں کہ اگر تمہیں فرخ کی خوشی میں مسرت
 ہونے سے نفرت ہے تو تم فرار میں نہیں کرنا شریک ہونے چاہئے؟

مجھے معلوم نہیں۔

"لیکن مجھے معلوم ہے۔ میں نے پہلے دن تمہیں لڑائی کے میدان میں دیکھا تھا تو اپنے ساتھیوں سے کہتا
 کہ وہ فوج ایک حرب کی طرح لڑتا ہے۔ حاکم قمر ایک حرب ہو اور ہزار ہا تہذیبی مرشد ہیں؟

تہذیبی دشمنوں کی دھون ہے جس کی گردش کروڑوں کی روانی سے تیز ہوتی ہے۔ جنگ کے پلاسوں کے بعد ایک
 عارضی سکون جیسے سپاہیوں کو پریشان کر دیتا ہے لیکن تم بہت جلد ان ہاتھوں کے عادی ہو جاؤ گے۔ ان تمام
 لوگوں سے ممتاز رہنے کے شوق میں دشمن کے نیزوں کے سامنے سینہ نہ کرنا کہ وہ بولتے ہو، لیکن ہر جنگ

جربٹوں پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے اس سے زیادہ ہر بات اور بہادری کا مظاہرہ کرو گے۔ چلا اٹھو رستم
 جیسے کہی اور شہزادوں پر اپنے جھنڈے نصب کرے گا۔ میں نے یہ دشمنی فرخ کے بعد پہلی مرتبہ تمہیں شراب پینے

کا حکم دیا ہے کہ کسی اور شریک فرخ کے بعد ہمارے سپرد ہو کر کسی حسینہ کیلئے اپنی دیکھ لوں گا۔
 یہ حکم تو میرا کہن میرے اسامات کیا ہوں گے لیکن آج میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میں

اپنی راجدانی خود اس وقت تک کسی گوشے میں چھوڑ دوں جب تک کوئی مجھے اپنے منہ سے نہ کہہ جائے کہ جنگ میں کسی
 شخص کو شرب سے مدد ہو کر اپنے دشمنوں کو اپنے دشمنوں کے خلاف اس زمین کو اپنے دشمنوں کے خلاف اور

میں سے میرا جنگی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب طاقتوں کے ہاتھ عورتوں کے ہاتھ اور عورتوں پر نہیں
 نہیں ہے۔ حاکم قمر کو کھڑا کر دیا۔

تم کیاں بار ہے؟ ہر؟ مابین سے سوال کیا۔

"میں کبیں شرب کا شکر کرنے ہمارا ہوں۔ آپ کے ٹیڑھے سے چند گھنٹے پہلے کے بعد میری بائیں میں
 منہ چلا ہے۔ حاکم قمر کو کھڑے سے باہر لے گیا۔ کچھ دیر بعد اس گوشے کے بعد وہ سین کے بلچے میں داخل ہوا۔

سین پر نہ رہتا تھا۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر مجھے برونے کا تین تہذیبی مشق ہی صحت سے راضا تھا۔ میں شہنشاہ
 سے لڑا کرتا ہوں۔ میں نے مجھ سے تہذیبی لوگواری کا ذکر کیا تھا وہ بہت خوش تھے۔ اناج ان کے سامنے میرے صحن

دھون نے تہذیبی تعریف کی تھی۔ تم فرار تو شہر تو فوج میں سے ہو جیسے تمام کے قابل سمجھا گیا ہے۔ اب
 نہیں دھاروں کے اندھا اندھ شہنشاہ کی تمام ہوس کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

حاکم نے کہا۔ اگر آپ امانت دیں تو میں شرب کے چند گھنٹے چھوڑتا ہوں؟

میں نے شرب کو حاکم کی طرف دیکھا اور چہرہ مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ میری جڑی ہوتی ہے۔ جس کا ہر
 لٹا کے ہر قسم کے لئے اس سے بہتر ہونی کو چاہئے۔

حاکم نے میں کے سامنے بیٹھ کر کہا کہ میں نے کوئی امرای سے ایک بیٹا ہوا اور اسے ایک ہی ماضی میں
 لایا ہے وہ میری ہدیہ الہام ہے۔ تمہیں نے کہا۔ حاکم یہ شراب بہت تیز ہے اور تم صحت کے بچاؤ

سے ہر۔
 شہنشاہ کو شرب پینا چاہتا ہوں۔ حاکم نے کہا کہ ان کی ان میں دوسرا بیٹا بھی نکلا کہ یا۔ میں اب قلعہ

میں ہر کراس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حاکم نے میری باہر ایسی اٹھانے کی کوشش کی تو میں نے جلدی سے

اگے بڑا کر اس کا فائدہ کرتے ہوئے کہتا نہیں۔ نہیں، تم اپنی شراب و بدوشت نہیں کر سکتے۔

”بہت اچھا،“ حاکم نے آٹھ ہفتے پہلے تک یہی چپ کیل حکم وصول نہیں کر سکا۔

میں نے کہا، تم جیسا بھی مانگیں، ان کو دے دو جی، یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم اس سے پہلے بھی پی چکے ہو۔

”حاکم کے ٹھیکرے میں صرف چند گھنٹے کے دوران میں آپ کو پریشان کرنا کہنا،“ حاکم نے بیکر کو داندھ کی طرف بڑھا لیکن چند دن اٹھانے کے بعد گڑھا۔

میں نے تلی جانے والی دودھ پیریا بھاگتے ہوئے نیچے کے اندر داخل ہونے میں لے کہا، اسے آٹھ کر اس کے نیچے میں لے جاؤ، لیکن نہیں اس میں سے ایک طرف ٹھانڈا پیریا ہونے کے حکم کی تعمیل کی اور میں انہیں، مضمت کے حاکم کے قریب بھیجا۔

وہ نیم بے ہوش کی حالت میں بڑھتا ہوا تھا، ہاتھ ٹھیک ہوں، میں بے ہوش نہیں ہوں اگر غریب کی گھیر کا خون شراب ہی مانا اور اس کے اندر غولے لگاؤں تو میں بے ہوش نہ ہوتا۔

اگے دن حاکم گہری غنڈہ سے بیدار ہوا تو میں دواؤں نہ تھا۔ وہ انکار کر انھیں ملتا ہوا نیچے سے باہر نکلا اور پیریا نے لاپ سے اے سلام کہتے ہوئے کہا، آپ بہت دور سوتے ہیں، تاکہ حکم کرکے آپ کو یہ دیکھ سکیا جائے۔

”وہ کہاں ہیں؟“

”وہ اعلیٰ السحاب شہر چلے گئے تھے، مگر حکم یہ تھا کہ آپ کے لئے کھانا سٹرا دیا جائے۔“

”نہیں، اس وقت مجھے ہرجا نہیں، میں ذرا آگے ہوتے چہرے جا رہا ہوں،“ حاکم نے کہا کہ ایک طرف چل جاؤ۔



یہ وہی شخص تھا جس نے قتل عام ہادی روا اور میرے دن شہر میں بکری بھرتی کرتے ہوئے ہزار لاشوں کے نقصان نے قلعہ کو شکر کھڑا نہیں کیا، پہلے پرچہ پر کر دیا۔ اس شخص میں مالی خفیت کے علاوہ ہزاروں قیدی اور غریبوں کی غلام بنانے کے قابل سمجھا گیا تھا، ہزاروں ہستی کی بیکل تھیں۔

اس کے بعد ایک ہفتہ میں جلی بنا گیا اور سرگردیوں نے داندھ میں ٹپک کر دے اور اپنی اور عرب قبائل نے اپنا اپنا چکر لگا کر اسی کے قصبات حاصل کرنے باری باری گھسائی کے وہ بار میں حاضر ہوئے۔ حاکم کا ایک خواہشیت کو دار قتی میں کار شریفین جو بہت سے مرععہ تھا۔

جشن کے انتظام پر پہلی قیدیوں اور مالی غنیمت سے لے کر ہونے والوں کا ایک خاندان مرغ و ستر کی بکری میں ایران کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ اور باقی لشکر نے ماندوں کی طرف کوچ کرنے کی تیاریاں ہی صورت پزیرا، وہ وطن میں کی شدت نے حاکم کو ڈھال کر دیا تھا، اگرچہ چھ سالوں میں کی طبیعت گہست بہتہ مسلسل تھی، لیکن وہ حاکم کے نیچے میں چند عرب سرودوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے قبیلے کے شہر شرکا کام مناسب تھے، ایک ایرانی نوجوان نیچے میں داخل ہوا اور اس نے حاکم کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا، میں آپ کو پاگتے ہیں؟

حاکم انکار کر اس کے ساتھ چل دیا، معتدلی ویرانہ وہ سین کے نیچے میں داخل ہوا۔

میں نے اُسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے کہا، حاکم! میں نے تمہیں ایک اہم خبر سنانے کے لئے بلایا ہے، جے ایشیا نے ایک ایک کے وائزیر میرا ہاں ہے۔

”میرا کب جا رہا ہے؟“ حاکم نے سوال کیا۔

”نہیں، یہاں ہر روز ہوا میں گائی کہ میرے ساتھ نہیں جاؤ گے، اب کچھ عرصے کے لئے ہندوستان کے بعد مرے سے حلقہ ہوں گے، حاکم کو دل میں لگا اور کوشش کی، اچھا دماغ کے نشے سے کوئی بات دھن کی، میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، بیٹا! پریشان نہ ہونے کی بات نہیں، یہ وہ حالات تھا کہ جس نے اے کی طرف پیش قدمی کرنے والے لشکر کے ساتھ رہنا زیادہ مفید مندرجہ ہے۔ آج شہنشاہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہی تھا کہ عرب قبائل کے خلاف عام طور پر فوجی ضبط و انفرک پر نہیں کرتے۔ وہ میں قدر بہادری میں کسی تفرقہ دہی میں ہیں اور آخری قیدی میں ایسے حالات پیش آسکتے ہیں کہ میں ان لوگوں کو قابو میں رکھنے کے لئے کسی امید اور مسئلہ پر کوی کی ضرورت پڑے۔ مہربان ہے، انفرک کی طرف پیش قدمی کرنے والی فوج کی قیادت میری لگی ہے، تمہیں اپنے سامنے جانے پر سہم تھا، وہ یہ کہبت تھا کہ مجھے شراب کے اس نوجوان کے سوا کسی

نظر سبب بھانجے عرب دھما متفقہ طور پر اپنا سالار تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ان کے دے دیاں اگر کوئی انھیں پیچیں تو تھار ہی آواز فری کے ایرانی عہدہ داروں سے زیادہ موثر ثابت ہو سکے گی۔

ماہمہ! اچھے یقین ہے کہ اب تمہیں اپنے دہرہ گمانے کے بہترین مواقع پیش آگے۔ اگر تم یہ نہیں سمجھو کہ
جاؤں تو دنیا سے کچھ نہیں صرف میری جہد و ادائیگی بلکہ ترک قبائل کے سرور و سلاطین سے سلاطین کے
ہمسایہ سلطنت ہیں لیکن لوگ تمہاری سپاہیانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرنے کی بجائے تمہارے حاصر پر حاوی
کے تلم دہاں ایک جہتی جھگڑے کیلئے ترقی کے محاذ پر لڑنے والے عربوں کے ماہرین کو کہہ رہے ہیں کہ تمہیں سے
جو مزاحمتیں حاصل کر سکتے ہیں کہ تمہارے بہترین یوں تمہیں کوئی پتہ قریب خیال نہیں کرے گا۔

میں نے ہرگز سب کو دیکھا ہے کہ ان کو اس قدر متفق ہو کر کسی ایک کو اپنا کارنامہ اعلیٰ بنانا چاہتے ہیں کہ
یعنی یہ کہ جب وہ کسی بڑے یا زیادہ اہم سب کو تلاش کر کے تو ان کی آنکھوں کا مطالعہ ہی پر مرکوز ہوں گی۔ اس کے
بعد تو میں میرے سہارے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ حضرت شہرت اور کامیابی کا کوئی راستہ میرا ہے جو ہر جہتم
اپنی تھوڑی سی فوج کے نہیں بھول سکتے ۛ

عاصم نے جبرائی ہوئی آواز میں کہا: لیکن مجھے شہرت اور کامیابی کی ضرورت نہیں۔ میں صرف آپ کی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔ اور عاصم کے دوستوں کی اڑبائی میں بھی میں نے صرف اس لئے قہر کیا کہ آپ یہ چاہتے تھے کہ اگرچہ معلوم ہوتا کہ ہمارے سامنے ایک دوسرے سے بڑا چہرہ بھی ہے تو میں گزشتہ جگہوں میں پیدا ہو کر کھڑے نہ رہتا تھا۔

[illegible]

عاصم کہہ کر کہے: "یہ اٹھا لو مجھے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو تہنبا اپنے نیچے میں لیٹا ہوا تھا اور طرہا طرہا کے خیالات اُسے پریشان کر رہے تھے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ سین مجھ سے بچا کر ناما حاصل کرنا چاہتا ہو؟"

[illegible]

دیر تک کروٹیں بدلتے کے بعد فاصلہ کو ختم آگئی۔

[illegible]

دیا جا جیتے ہو۔

اقتیس ہے۔

عاصم کسریٰ کی قیام گاہ سے کچھ فاصلے پر ایک اور ٹیلے کے دامن میں کھڑا تھا۔ جب سین کا شکر لڑھکار کے بادلوں میں دوپوش ہو گیا اور نقادوں کی صدائیں دفنائیں گم ہو کر رہ گئیں تو وہ نعلیال ساہو کو ایک پتھر پھینک دیا۔ سین کے ساتھ واقعتاً کا زمانہ آگے ایک غراب صوم ہوتا تھا۔ ایک ایسا غراب جس کی کوئی تیسرہ نہ تھی۔ وہ دیر تک بے صبر حرکت میں تھا۔

عاصم کے بہنوئی پر ایک منظم سرگرم خور ہوئی اور اس نے جواب دیا میں آگے یہ پیسہ منہا چاہوں ہوں کہ میں کس کی گواہی دے سکوں اسباب مجھے کسی کی گواہی دینا نہیں کہیں؟
میں نے اہانک گنگو کا موضوع بدلنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کہا اگر ملاقات نے ہاں سے تو ممکن ہے کہ میں کچھ عرصہ تک سفینہ اور اس کی والدہ کو اسپتال میں بلا دوں نہ انہیں حادثہ جموائے انھیں گونا گوں سے گاہے جیسے کہ جنگ سے فاسخ ہونے کے بعد تمہیں تلاش کر سکا گئے ہیں خود بھی کہا ہے کہ سے باخبر ہونے کی کوشش کروں گا یہ بھی ممکن ہے عرصہ کی ہم جلد ختم ہو جائے اور میں آپس میں ہیشینے کو کہا گیا عاف پر بلاؤں؟

ایسا اپنے گھونٹے کی باگ پکڑے سین کے قریب کھڑا تھا۔ عاصم کی نگاہیں بخوبی دور کے نظر آ رہی تھیں۔
میں نے قدر سے توقف کے بعد آگے بڑھ کر ایک سپاہی کے ہاتھ سے گھونٹے کی باگ لے لی اور اس پر سوار ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد بڑا میں نقاد کی صدائیں بلند ہوئیں اور وہیں پر از سواروں کا لشکر چار نقادوں کی گلیاں کی قیام گاہ کے آگے سے گزرنے لگا۔ شہنشاہ ایران فوج کے سرداروں اور غریب پیشواؤں کے ساتھ ایک ٹیلے پر کٹا ہوا ساجان کے نیچے کھڑا تھا اس کے دائیں ہاتھ سرنے کے ایک پوڑے آتش دان میں مقدس آگ کے شعلے جھلک رہے تھے۔ جو میں نے کہا کہ ابھی بلند آواز میں دعا مانگا رہا تھا۔ اس پر منہ خود پودے کو شہنشاہ شہنشاہ اور دیوتاؤں کا روتا ہے۔ فرخ دے۔ اس پر منہ، ہمارے دشمنوں کو تباہ کر۔ ہمارے لشکر کے تے دشمن اور بد شرک کی طرح قتل کرنے کے وعدہ آگے ہی کھول دے؟

اور خسرو پودے کو بھی سین کی قیادت میں کوچ کرنے والے سواروں اور کبھی پڑاؤ میں لشکر کے زنگی کی سمت دیکھا جو چادر طرف تانگا دنگ پھیلے ہوئے تھے۔ اس کا منہ پھر وہاں حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ کوچ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے میرے سوا کوئی نہیں۔ آج انہارے آسمان کی قوت پر میرے

پیش گوئی

قلم میں ایمانوں کی قربات کے ساتھ آگ اور صلیب کو محروک ایک فیصلہ کی دور میں داخل ہو چکا تھا۔
 لکھو ایمان اپنی کمار کی رنگ سے انسانی تاریخ کا ایک نیا ورق لکھ چکا تھا۔ غورظوں کی نگاہ میں باطل کی جلالت
 کی تباہی کے ظاہری اسباب مکمل ہو چکے تھے۔ لیکن کارکنانِ قضا و قدر کی نگاہ میں دوسرا ایران کی روزگار ہو چکا
 میکلون کو جس قدر اُس ہے آب و گیاه و آدمی کی عزت کی برائی تیس یہ جہاں کو خدا و اسلام کی جنگ لڑی جا رہی تھی۔
 کھر میں محروقی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و کرامت کی پامالی ظاہری اسباب نہ ہونے کے برابر تھے، مشرک جہالت
 اعلیٰ کی اندھی لہر ہری قوتوں کے خلاف میدانِ سپر ہو چکے تھے۔ یہ نور و خلعت کا محروک قضا و اس کے نکلنے کے
 ساتھ اُن ہے جس انسان کی تقدیر کو فیصلہ ہونے والا تھا جو صدیوں سے توہمت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے
 محرومی کے نزدیک نہانے کی ہر کوٹ ہے معنی تھی۔

وہی اسلام اُس فلسفے کے چارخشا تھا جہاں انسانیت کا تاملِ تاریخی میں جھٹکنے کا عادی ہو چکا تھا۔ عربوں
 کے نزدیک اپنے مشرکانہ تقربات اور باطنی عیسیتوں کے گمراہوں سے باہر زندگی کی کوئی نئی صورت قابل
 قبول نہ تھی۔ اور خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا لغو جو میرزا اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیا تھا ان کے
 مشرکانہ عقائد کو ان کی باطنی عیسیتوں کے خلاف اعلانِ جنگ تھا۔ چنانچہ مشرکین کو گمراہیوں نے آج تک کسی
 اہم مقامی نصب العین کے لئے اتحاد کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ اسلام کے خلاف پورے عرب کے اتحاد
 کے حتمی تھے۔ وہ تین پرست و توحید کے پڑاؤ کی دشمنی میں انکسیر مکر رہنے کے بعد انہیں نئے راستے دکھائی

"اسل۔ م۔" وہی قریب ترین میں مطلوب ہو گئے ہیں۔ اور اپنی اس مغربیت
 کے بعد وہ چند سال کے اندر پھر نائبِ آغا میں گئے۔ اللہ ہی کا اختیار ہے
 پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور اُس دن سلطانِ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر خوشیاں
 منائیں گے۔ اللہ نعمتِ عطا فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے۔ وہ نائب اور وصیم
 ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اور اللہ بھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا
 (الترجمہ)

ہرگز ایسا نہ کہہ رہے تھے اُس کے نزدیک یہی وہ لوگوں سے زیادہ غلط تھے۔ مشرک کی ٹھکانہ کی پوری پوش و حج
 عزت تھی کہ تو قید و رسالت پر ایمان لے کر اپنے مٹی مبر انسانوں کی جماعت میں ایک کھوکھلا مورت یا ایک بلی
 غلام کا اضافہ بھی انہیں نہ ٹھانے پر راضی تھیں۔ جم جم کر قیصر کے جوہل میں قدم سلطنت دو لپڑیوں
 کی عمارت سے پریشان تھے۔ عرب کے اندر اس سے کہیں زیادہ توحید پرستی کے انکار و مصلحتی عمل طے پا کر کے
 غلوں کے مزمہ مستحکم تھا۔ ہر سال تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہم پر ایمان کی قرأت سے کہیں پرہیز کیا تاکہ
 قوت اور جنگ و سلائی کی برتری کا تجربہ نہیں اور قیصر اپنی اقتدار و قوت کی برتری کے باوجود اپنے مستقبل کے متوجہ
 ملحق نہ تھے۔ اُن کا مقابلہ ایک ایسے بے پروا سامانِ شکر سے تھا جس کے ہر کبر و جود میں وہ انسانیت کا کلم
 حق نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ اس پر گزیدہ نبی و صل اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کی تاہم کوشش کر رہے تھے۔ عرب کی
 کوئی بات جو نبی ثابت نہ ہوئی تھی۔ اہل مکہ کے لئے یہ بات اصولی نہ تھی کہ ان کی طاقت اور بددعاؤں کی گڑبگڑ
 اور ایذا رسانی کے باوجود خدا کو چھٹے ایک اسٹے غلام کا ایمان بھی ہرگز ناپسند نہ ہو سکتا۔

وہ اسلام کی تعلیمات کو جھٹلانے کے باوجود نبی عربی کی عربی کی غیر معمولی شخصیت کے معترف تھے انہیں صرف
 کا حال تھا کہ جد الغلب کا پوتا جس کی ہر گز شخصیت قریش کی سب سے قیمتی پائی ہو سکتی تھی ان کے صدور
 پر اسے مقتدرات کے مختلف اعلان جنگ کا چلچاپ ہے۔ قریش خدا کا پیٹو گھر و حضرت ابوبکر علیہ السلام کے
 مقدس باطنوں سے تو خارج تھا۔ بہر حال انہیں ان کی صورت و شکل سے ان کی صورت اختیار کرنا حکمِ نظام
 کہتے تھے۔ ان کی حدیث کا مستجاب بھی تاہم تھا۔ ہر سال حج کے دن میں ملتا تھے۔ کعبہ کا طواف کرتے تھے
 اپنے خاندان یا قبیلہ کے جن کے ساتھ نہیں جیڑ کر تے انہیں پہنچتے اور ان سے اپنے دشمنوں کے خلاف
 اعانت کے طلبا کرتے تھے۔ اگر ایک جنت دان کی خواہشوں کو پورا کرنے سے عاجز رہتا تو وہ کسی دوسرے جنت سے
 جو دیت کے رشتے استوار کرتے تھے۔ اُن کی بے راہ و دی اور بے ایمان کا یہ عالم تھا کہ وہ ننگے ہو کر بیت اللہ
 کا طواف کرنا بھی میسر نہ دیکھتے تھے۔

قریش کبے کے مشرکوں اور مخالفت سے اور اس لحاظ سے ایمان کے جوہر کا بہنوں کی طبع و جنین
 بھی عرب کے دوسرے قبائل پر ایک طرح کی مذہبی انتہائی اور تہذیبی برتری حاصل تھی۔ حج اُن کے مقدس

ایک اور مذہبی عقار تھا۔ مذہب کے اندر ہی گئے باہر والے جنوں کے تقدس کا حسبِ تاہم رکھنا وہ اپنا فرض
 خیال کرتے تھے۔ لیکن مغیرہ اسلام نے خدا کی توحید کا ہر گز نہ کرنا چاہا۔ چنانچہ بہت پرستی کی عزت
 اور اس کی توحید ان کے نزدیک اپنی مذہبی رسوم کے خلاف کے علاوہ ایک سحر و تہذیبی مسئلہ بھی تھا۔ وہ
 نبی کے خلاف ملکی نقطہ نظر کی بنا پر تھے۔ جم کی جد و جہد انہیں ہر سال اپنے بھائی کے خلاف ایک کھوکھلا
 دھوکہ دینا تھا۔ ہر گز تھے۔ ہر عرب قبائل کے جوہر اور بے حاجت و دان کے جنت اور ان کی کھوکھلا
 ارباب و رسوم سکھانے والے کا یہ جوہر تھے اور ان کی طرح ان کا بہنوں کو بھی یہ گوارا نہ تھا کہ نبی کی
 دشمنی کر کے ایک خاندان میں اہلکارانے کے بعد ان کی مسندوں تک پہنچ جائے۔ چنانچہ توحید کا خود غور و فکر
 لگایا۔ بے راہ و دی کے خلاف ہی نہیں بلکہ ہر عرب کی بہائیت اور گمراہی کے خلاف ایک انسان کے خلاف
 قہار کے کاہی اُن کے سردار اور اُن کے شاعر اسلام کو ایک اجتماعی خوراک اور تہذیبی نظم و ضبط تھے۔ یہ
 کا پورا کرنا تھے۔ اُن کے ہر تہذیبی چند سال قبل کرتے تھے۔ اعلیٰ تھی اُس کی جیسا کہ آئیکین تہذیبی پر عرب کو
 اپنے فخر میں لے رہی تھیں۔



جب شام کی زمین گاہوں میں دوسروں کی سلطنت کے پرچم برپا ہو رہے تھے۔ اہل مکہ کے نزدیک وہ یوں
 اسلام کی مخالفت وقت کا سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ اپنی مشرکانہ رسوم کے باعث وہ عیسائیوں کی نسبت ایمان
 کے جوہر میں سے زیادہ قریب تھے۔ اس سے دم و دایر کی جنگ میں اُن کی مدد یوں عیسائیوں پر ان کی مدد
 تھی۔ اس کے برعکس عیسائیوں کا مذہب اپنی حقیقی صورت میں یوں اسلام سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ اور
 اس کے باوجود کہ بہنوں نے خدا کی توحید کے متعلق وہی سیر کے بنیادی تصور کو ایک سحر و تہذیبی مسئلہ بنا دیا تھا۔ وہی
 اور ان کے متعلق اُن کے مخالف عرب کے مشرکوں یا ایمان کے جوہر میں اسلام سے تین گنا قریب
 تھے۔ اس سے ایمانیوں کے باطن میں عیسائیوں کی تہذیبی و باطنی کی داستان بکھر گئی۔ ان کا ذہن اور پیرائے ان کا ایک
 تقدس ثابت تھی۔

نہی دشمنی سے عرب و اجم کے حلقہ سے متاثر نہ ہوں۔ یہی اور میں ناگاہ ہوں کہ آج وہ جڑ سے کاٹ چاہتے ہیں اس کی تباہی کے لئے اپنا خون پیش کریں گے۔ لیکن وہ بھی جلد سمجھتی۔ اس وقت مشرکین کے رسم کی مخالفت سے آگے کوئی بات مرچے کو تیار نہ تھے۔

لیکن عین یہی بغل و حقیر بنو امیہ و عقبہ بن ربیعہ و عامر بن ناضل و اہل سفیان اور مکہ کے بنو زید و انصار کی سب سے بڑے سردار ولید بن مغیرہ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ مکہ کے حرم کی طرح ان لوگوں کی ٹھکانہ و مضرعہ میں سینہ اسلام و دل اللہ علیہ وسلم کی تعمیر تھی جو ان کے مشرک و بت کا دعویٰ کوئی قدرتی موت اٹھا کر ان کا سرے حرم کو آتی اسلام و دل اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کے خلاف اپنے شعلہ سوزی کے طر و سترا پہاڑے اختیار قبیلہ لگایا کرتے تھے۔ سلاطین و کسبہ کے کندھوں پر قرین کی میاد است باہر قاتلہ خبیثہ کی گلی کے ساتھ اپنے دھل کے واقعات اور مستقبل کے مسائل پر غور کر رہے تھے۔

عالمی خود انہیں دین اسلام کے متعلق کچھ بعد ان اس خوف و اضطراب کے اظہار کی اجازت نہ دیتا تھا جو ان کے دل کی گہرائی میں جاگزیں تھا اور وہ اسے کھولنے کی قہر اور انداس مسکاہٹوں میں چپا پھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن اس ظاہری اعتقاد کے باوجود کسی نہ کسی کی زبان پر کوئی ایسی بات آجاتی کہ ان کے قبچہ حق پر لکھ کر رہ جاتے۔

ولید بن مغیرہ کو یہ بات آگئی کہ اب وہ رسول اللہ علیہ وسلم اپنے چند مل کے اندر داخلہ دہلیز کی رخ کے متعلق پیش گوئی کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کا باوجود جنگ نہیں چلے گا۔ اب تک ہم نے اپنے حدود کے خلاف مردانہ قلب کے ہتھیار بابتیں برواشت کی ہیں لیکن وہ دونوں نہیں جب اس پر ایمان لانے والے نہ کر کے ہمارے ہیں کہ نہ ہو کر گشت جہان میں گئے۔ جیسے یقین ہے کہ ایرانی، اہل دوم و سوم و چہم سے ملو کے بیرون نہیں ہیں گئے۔ شام کے حالات سے گھبرا کر ان لوگوں کی اس سنی سے زیادہ باخبر نہیں، تم انکار، طلب، دشمنی اور دشمنی کی تباہی کا حال میں کچھ ہو۔ روم کے عیسائی میٹروں کا پڑھنا نہیں بلکہ کے شیروں، مسند کی طرف آنکھ دیا ہے۔ اور تم مغرب میں لوگ کہ انہوں نے شام بطور مصری لکھ کر کے مقرر کا جائزہ نکال دیا ہے۔ جیسے قریب و دور ملک جہاں دوسروں کو مغرب ہونے کے بعد قلب

جب شام سے کسائی کی فوج کی خبر پائی تھی تو مشرکین کڑوئی سے بولنے نہ سکتے تھے۔ یہی عرب و اجم کے لئے اس قسم کی دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ ہر طرح جبر و جبروں نے یہاں تک پہنچا دی ہے کہ اس طرح ہر جہی تباہی سے عرب میں سانس لینا ناممکن بنو گئے۔

ایرانوں کی فوجات پر مشرکین مکہ کے خوش پہننے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ عراق و حبشہ کے عربیہ کسائی کے طبعیت ہیں کہ اس جنگ میں شریک ہو چکے تھے اور ان کے دشمنانہ کاموں کی داستانیں حجاز کے نسلی حوزہ و عربیہ عیسیتوں کے لئے نیکوئی کا سامان مینا کر آتیں تھیں۔ ان حالات میں حکم دیا کہ اپنے بگڑا ورمال پر قرآن کی وہ آیات نازل ہیں جس میں دہلیز کی رخ کی بشارت دی گئی تھی۔

گر یہ پیش گوئی صرف دم و ایران سے تعلق رکھتی تو شاید مشرکین کو اس قدر بھی کایا اظہار نہ کرتے مگر اس میں مسلمانوں کو بھی رخ کا ٹرور و شیطانی تھا اور یہ بات ان کے لئے ناقابل یقین اور ناقابل برداشت تھی۔ یقیناً اس لئے کہ وہ اپنے محلی سردار اپنے انداز کے مطابق بری اسلام کے لئے کوئی ایسی قسم دے رہے تھے۔ اور ناقابل برداشت اس لئے کہ مقتدر و مجرب مسلمانوں کی محض جہالت اپنی مغلوبیت اپنی جبری اوجہ سرداران کے باوجود اس میں پیش گوئی کی صداقت پر ایمان لے آتی تھی۔ اس حقیقت کے باوجود قریش کے جیسے ہوتے مقام سے جنگ اگر ان کی ایک جماعت بمشورہ بنانا چاہتے ہر مرد پر کل مٹی۔

مسلمانوں کے پاس مشرکین مکہ کے اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا کہ تہہ پاس کامیابی اور رخ کے مسائل کون سے ہیں تاہم ان میں ایک ایسا اہل مذاق تھے اس میں پیش گوئی کی صداقت پر یقین نہ ہو۔ اور اپنے ذاتی توقع کی نگاہوں سے اپنی منزل دیکھ چکے تھے اور انہیں اس بات کی کوئی پیمانہ بھی نہ تھا کہ ان کے راستے میں قحط و مصائب کے کتنے پہاڑ کھڑے ہیں۔

مشرکین مکہ ان کی سامانی "اور تہہ خبری" کا مذاق اڑاتے تھے لیکن انہیں یہ معلوم تھا کہ ان کی کشتان محبت کی ٹھانی ظاہری اسباب کی سرمدوں سے آگے دیکھ رہی ہیں اور جس زمین کے کاٹروں سے ان کے بچوں چھٹی پر ہنسے ہیں اس پر دمست کے چھوٹی کی بارش پر ہنسے ہو پائی ہے۔ آج جس دین کی رخ کا حق ایک دعا ہے کہ آج ہے، اہل اسی کی حمایت میں وہ ایمان کی بڑی ننگے ہو آگاہ ہو جائیں گے۔ جس چراغ کو آج وہ جھانپا ہوتا ہے

عزتِ ختم کرنے کے لیے سچی لڑائی ہے۔ لیکن آپ سب سے بات یہ ہونا ہے کہ اس سچی لڑائی کے لیے
 صورتِ دوسرے کے وہاں غارتگری نہیں بلکہ اپنی فتح کے منتظر ہی پرانہ ہو گئے ہیں۔ قرآن کو آیات سے
 لے کر قرآن ہی میں ہی کیا ہے کہ دوسری کی فتح کے دن مسلمان ہی اپنی فتح پر غرور نہیں کریں گے۔ آپ سچ کہتے ہیں
 کہ اصل مسئلہ یہ تو یہ ہے کہ پھر دوسری فتح حاصل کرنے کے منتظر ہی دوسرا ہے، جہاں اس سے کوئی سروکار نہیں
 رہا۔ یہاں ایک جنگ کا انجام یہ ہوا ہے۔ لیکن میں اپنے مستقبل کے اُن عزائم کو نظر انداز نہیں کرتا چاہے
 تنہا کے کھڑے ہوئے۔ دوسری کی باعث میں کھڑے ہوں۔

معاذی اللہ! سب کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور عقل پر مقرر کی دوسرے لئے فائز بن گئی۔ بقا کو دینے میں غور نہ کیا، میرا افتخار و دوا و دانش اور مہار و جبریت مسلمانوں کے مسئلے کو فرود سے روکنا ہے۔ اس لئے عذر و صلہ و عیب و تقم کی ہر بات منہاں اور آگے جھٹکا نا چاہئے،
 دیر لایا۔ دوسروں کے لئے اس کی کوشش ہو گئی ہے کہ مسلمانوں سے دلدرد نہ اداں کے، نبی و صلہ و تقم
 کی بات نہ منیں۔ لیکن اس کی اپنی یہ حالت ہے کہ مکمل الصبر و بستر سے اچھے ہی اسے سب سے پہلے اس بات
 کو اگر کوئی ہے کہ آج مات اُس پر کن سی تیت نازل ہوئی ہے۔ مجھے میسر اس بات کا نہ ہوتا ہے کہ کوئی
 یہ بھی اُس کا جلد و اثر فرماوے۔

ولید ہی میرو جنس : ہذا قتادہ ماعزین قرادے آمیز مسکراہن کے ساتھ اس کے جیتھو کی صورت کیجیے
 ۱۔ جیل اس لب سے کہ وہ غرض جیٹا، ایکن جب ماعزین کی مسکراہن دے دے جیتھوں میں تبدیل
 ۲۔ گھیر کر وہ چاک کھڑی گی، جب کہ وہ غرض اس دراز کا ستہ انہن کی نگاہ میں آگیا تھا، اس نے بند
 ۳۔ غرض کی گتہ چلا، آپ میری بائیں شان، کہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ماننے والوں سے غرض وہ
 ۴۔ آپ کی طرح میری گول میں می ولید کا خون ہے بعد القلب کے پڑنے کا جادو جزا شہم کے
 ۵۔ وہ غرض چل مکتا ہے، جیسے حاضر نہیں کر سکتا، اگر فریش کے تمام نمانان، بلکہ آپ سے حب کے قابو چلی سکی
 ۶۔ ہنوں کا میں ہی تناس کا سدا کرنے کی عزت دکتا ہوں۔ مجھے اس بات پر غرض کہ میں اس مشہور شہر میں رہ
 ۷۔ جسے کہوں مجھے اس بات پر غرض کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر ایمان لانے والوں کو سب سے

آئے کہ بشارت دی گئی ہے شام کے ۱۱:۱۱ کو ان میں ہر سال ایک برہنہ لڑکی کرتے وقت ہمدردی سے ملے ہوئے ہیں کہ
 خلیفہ اس عقیدت کا علم دے گا کہ کسی لاکھ شریکوں پر کھل فتح حاصل ہو گا ہے اور وہی صدیق نیکو دلہ اور سچے
 دیکھنے کی عزت شریکوں کے ہے۔ لیکن کاش احمد علی صلی علیہ وسلم نے یہ پیش گوئی کی ہو۔ مجھے تو ہے کہ جب یہ
 ماضی بعد از ماضی کھلے طور پر بتا دے گا کہ اب اس کے اندر وہ دیکھے گا کہ اب اس کے دوبارہ آئنے کی کوئی تصدیق نہیں ہے
 قزو اس میں پیش گوئی سے صاف انکار کرتے گا۔

ابو جہل نے کہا: "چچا! میں ذاتِ خود اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہندو مت پر مشرک لگتی ہے۔ آپ مانتے ہیں کہ مجھے ایک مسلمان کی شکل دیکھنا چاہیے۔ میں نے ان میں سے ایک شخص سے اس کی تصدیق کر لیا۔" اے مجھے اس بات پر تعجب نہیں کہ عبدالمطلب کے پوتے نے ایک شخص کو اپنی بات کہی ہے لیکن یہ بات قابلِ حیرت ہے کہ مجھے ایک مسلمان میں ایسا نہیں ملا ہے اس پر میری لگتی کی صداقت میں ذہنِ حیرت ہو۔ وہ مسیحی ہی کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کے نبی کو قرآن کی آیت میں یہ بشارت دی ہے اللہ قرآن کی کوئی آیت خط نہیں بدلتی۔ ان کی شفع نے ابوبکرؓ کے سامنے اس آیت کو خافیا پڑایا تھا کہ وہ شرعاً بدلتے کی قدرت ہی حق پر چاہی ہو کر نہ بنے بشرطِ ان کے کہ ان تین سال کے اندہ اللہ پر چش کی پوری رہی تو وہ اسے دس دن تک گوارا نہیں بن سکتا کہ اس کو عرض دیتے ہیں کہ:

[illegible]

یقین ہے کہ جب ہم اس مسئلے پر غور کریں گے تو ان لوگوں کو دوام دینے کے سوا کسی کے متعلق سوچنے کی
 فرصت نہیں ملے گی۔ لیکن میں آپ سے ایک درخواست کروں گا اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا مسئلہ صرف ان
 عدالتی حیثیت کے لوگوں کا مسئلہ ہی نہیں۔ اب چند باترنگ بھی عرض میں شامل ہو گئے ہیں جنہیں ان کے خلاف
 میں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، ان کے خلاف کوئی سخت قدم اٹھانے سے پہلے انہیں بھرا جائے گی
 لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر وہ شاہیں تو پھر یہی ان کے دشمنوں سے یہ اطمینان حاصل کریں چاہیے
 کہ یا تو وہ ان کے خلاف ہمارا ساتھ دیں گے۔ ورنہ جیسا ہمارا نہیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اپنے خلاف
 کی امانت سے ہاوس ہونے کے بعد ان کو کوئی زیادہ دیر قائم نہیں رہے گی۔ پھر اگر تمام کام کو مستثنیٰ
 آئی تو ہم انہیں ہر وقت کھل سکے ہیں؟

ہاں، میں جس نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور یہ مجلس برخواست ہوئی۔

باب ۲

یہ وہ ملک ہے جس کے چند ماہ بعد غزوہ کے سوا شام کے تمام حصے ایرانوں کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ یہی
 ملک کے چھ تہ سے جو مختلف علاقوں سے شکست کھا کر جاگے تھے، غزوہ کی محاذ فوج میں شامل ہو چکے تھے
 اور دو ماہ کی بیڑا سمندر کے راستے انہیں رمد و لکھ پہنچا دیا تھا۔ قیصر کی فوج غیر متعلقہ عوام و مستقل کا
 مظاہرہ کر رہی تھی اور اس اہم نکلے پر قبضہ کرنے کے لئے ایرانوں کی متعدد کوششیں باکامیاب ہو چکی تھیں۔ لیکن
 جب پورے اپنے لشکر کے ایک تہ کو صحرائے سبائے کے راستے وادی نیل کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تو دوام
 کے چلنے پھرنے کو غزوہ کی بجائے اسکندریہ کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی پڑی۔ اسکندریہ معرکہ دارا و خاندانی
 فوجی سیاسی اور مذہبی اہمیت کے لحاظ سے، انکار کی اور قسطنطنیہ کے سراسری سلطنت کا کوئی اور شہر اس کا
 ہم پل نہ تھا۔ شام و فلسطین سے ہمارے والے ہزاروں متحمل اور با اثر لوگ وہاں پہنچ چکے تھے اور غزوہ کی
 لحاظ فوج کے بڑے بڑے عہدہ داروں نے جس اپنے بال بچوں کو جان بیچ دیا تھا۔ بحری بیڑے کی امانت
 عوام ہونے کے بعد اہل غزوہ کے حوصلے ٹوٹ گئے اور ایرانیوں نے چند پہلے درپے محلوں کے بعد شام کے
 اس آخری حصہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد ایرانی فوجیں وادی نیل کی اُن قدیم گڑھوں کو پامال کر دی جیں جن پر چل کر منفعت اور جزا
 کے ہر کام میں ادنیٰ غیر کرنے والے فرعون کے لشکر بادشاہ فلسطین کی بستیوں کو الگ اور ان کے سینہ نازوں
 کو ہر گز نہ چکے تھے۔

مانے شد ہمارے تھے۔

حرب نے تھا۔" اسب سپہروی میں اندھاسی دیر سے دودھانہ قوربانہ کی "من کر رہے ہیں میں نے تھوڑی دیر پہلے، یہاں سے گزرتے ہوئے، مان سے کہا کہ تم دو دروازے پر بند آؤ ان کی کھنکھ بولنے پھیر چاند لاندہ کیوں نہیں پہلے جاتے تو انہوں نے کہا کہ یہ مکان دوسریوں سے ہمارا ہے۔" عامہ نے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ دودھانہ قوربانے کے بعد بھی مکان کا خاندانوں کے لئے ہیں اس بات کا اطمینان مزدور جانیں گے کہ وہاں پہنچے مہرے کو کے سوا کوئی نہیں؟

ہاں ایک ساتھ دوائے مکان سے ایک قوی بیل کی ایرانی لکڑی سے پریشتر اٹھانے نکلا اس سپہروی خوشی کے فرح لگائے گئے۔ چند فوجان ایرانی کے ساتھ شامل ہو گئے اور شیر کو سہارا دے کر، جھانکے ہوئے، دودھانہ کی طرف تھے۔ مضبوط دودھانہ شیر کی پہلی ہی ضرب سے ٹوٹ گیا اور یہ لوگ ایرانی کے پیچھے خوشی کے فرح لگائے گئے۔ دودھانہ داخل ہوئے۔ لیکن دنیا اور دیر گزری تھی کہ پہنچے جاتے اپنے پائل باہر کی طرف ہل گئے گئے سب کا فرض ایرانی پہلی گزری ایک سارا قسٹ دہی فوجان کے دروازہ کھانا ہمارا تھا۔

عامہ قوربانہ کا سامنی وی و سب قسٹ دیکھنے کے لئے دک گئے۔ خوش و خوش دودھانہ فوجان کا ایک بازو لگے سے بندھا ہوا تھا اور سر پر خوں اور چشیاں بھی اُس کے زخمی پر نہنے کی گواہی دے رہی تھیں۔ تاہم اُس کے تجویز پر تیار ہے۔ تھکے اور دھوٹ سے پہلے اور نہیں مانے گا۔

عامہ کے سامنی نے کہا۔ "جناب! میں نے بہت کم دوسروں کو اس طرح رشتہ دیکھا ہے۔ یہ ایرانی اُس کا ساتھ نہیں کر سکے گا۔ اگر ادا نہ ہو تو میں آگے بڑھوں۔"

عامہ نے جواب دیا۔ "میں نہیں تمہیں قسٹ دیکھنے کے لئے؟" قوی بیل ایرانی قسٹ طرح کا سپہانہ ادا تھا۔ چند قدم پیچھے ہٹنے کے بعد وہ ہلنے لگا۔ بزدلوں کا دیکھنے کا یہ عجیب ہے۔ تم جیٹوں کی طرف کیوں جھانک رہے ہو؟"

چند سپہروی فوجانوں نے آگے بڑھ کر دھکی کو گھیرے میں اپنے کی کوشش کی لیکن اس نے ہاں ایک دھکی طرف ہٹ کر کے دودھانہ کیوں کو زخمی کر دیا اور پھر بائیں طرف ٹوٹ پڑا۔ اس سپہروی کی گزرتی ہٹ کر گئے

مہرے کے کہا۔ جناب! مجھے فرح ہے کہ میرے آٹانے مجھے اس خدمت کا اہل سمجھا ہے۔"

سہ سالہ نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ مہرے لوگ راستے میں کسی جگہ مراحت نہیں کریں گے۔ ہم نہیں ایسے سپاہیوں کی ضرورت ہے جو اس انتہائی گرم علاقے میں ایک طویل سفر کی کھنکھ برداشت کر سکیں۔ ہوں۔ اس لئے عرب قبائل کے دفکار اور قبائل کے ساتھ جابیں گے۔ چند ماہ قبل مجھے قید و بند بھی کر کے بھروسہ لوٹ مار کے لئے ہمارے ساتھ آئے ہیں کسی شخص اور میرا ان میں بھی کام آ سکتے ہیں۔ لیکن میں عامہ کو فکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے مضبوط فوج کے علاقے میں ان لوگوں کو ایرانی سپاہیوں کے ساتھ ہر ایک فوج دیا ہے۔ اگر قوربانہ میں کی طرح اس فوجان کی فائدہ دہی کر سکے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس میں ہر ایک کے لئے بہتر سامنی ہوگا۔ میں عامہ کو بھی اس میں کہ بہت کام اس دھکی کی کوشش کریں گا؟"

سہ سالہ نے اپنی جڑیوں کو بھی یکے بعد دیگرے مزدوری چاہیات دہی اور مجلس برخواست ہو گئی۔



خواب آفتاب سے ایک مراحت قبل عامہ بائیں کی ایک کشادہ گلی سے گزر رہا تھا۔ سپاہیوں کی چھٹی چھوٹی ٹوئیاں بالائی شہر کی طرح بیان بھی ہوئی مار کر رہی تھیں۔ ہاں ایک عرب نے پیچھے سے آواز دی اور عامہ غور کر کے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ عرب تیزی سے قدم اٹھاتا تھا۔ اُس کے قریب پہنچا اور اُس نے کہا میں دیر سے آپ کو تلاش کر رہا ہوں۔ پٹاؤ سے معلوم ہوا کہ آپ قیدیوں کے گپ دیکھنے گئے ہیں۔ وہاں سے تانپا آپ شہر کی طرف آئے گئے۔ ہمارے چند آدمی گوشتوں پر سوار ہو کر آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ آپ کسی مکان کا دودھانہ بندھنے سو رہے ہوں گے۔"

عامہ نے کہا۔ کیا بات ہے تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟"

عرب نے کہا۔ "سہ سالہ کا آدمی یہ حکم لے کر آیا تھا کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ

کوئی ایک مسئلہ درپیش ہے۔"

عامہ کو کچھ غیر اُس کے ساتھ ہوا۔ کچھ قاصد پر چند آدمی ایک مکان کے بند دروازے کے

کی بجائے صرف شہر چلانے پر لگا کر رہے تھے۔ ایرانی نہیں گامیوں دیتا کہ اور بادہ اپنے واپس کے سامنے آگیا لیکن انہیں اپنی جوتہ و خوش کی حالت میں چندا کرنے کے بعد وہ دلا دیا پیچھے بٹے گا۔

عاصم نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اب یہ وقت دارا مانے گا، اگر یہ سب میری قتل ہو جائے تو میرے لئے پریشانی کی کوئی بات نہ ہوگی لیکن یہ ایرانی ہے اور میری زوجگی میں اس کا ایک دوی کے ہاتھوں مارا جانا مناسب نہیں۔

عاصم کے ساتھی نے کہا کہ: "جواب مجھے اجازت دیجئے۔"

"نہیں! تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔" عاصم نے یہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

اتنی دیر میں دوی نے اپنے دو سپہ چند دار کے اندہ ایرانی اپنے بازو پر ڈھکے لے کے بعد اپنے ہاتھوں جھانکنا پیشہ کے بل کر پڑا۔ دوی نے اس پر فیصلہ کر حزب لگانے کے لئے کڑا ہلنگ لیکن عاصم بھی کسی کی تیزی سے کود کر اس کے سامنے ہانکنا پڑا۔ دوی کے چہرے پر ایک منہم سکہا ہٹ نمودار ہوئی اور وہ عاصم پر چندا کرنے کے بعد اس کی ہتھری کا احزان کرتے ہوئے چلے گئے۔

عاصم نے کہا کہ تیر بہادر و معلوم ہستہ ہو لیکن یہی جو گر تیرہا ہینک دو فکلیں ہے کہ میں تیرہادی جان بچا سکوں۔

دوی نے جواب دیا: "میں جانتا ہوں، تم مجھے قتل کرنے سے پہلے غالی ہاتھ دیکھنا چاہتے ہو، لیکن تیرہادی یہ خواہش پوری نہیں ہوگی۔"

"میری یہ خواہش نہ تم کی جھگ کے بعد کوئی میرے ہاتھوں مارا مانے لیکن تم بہت بد قسمت ہو۔" عاصم نے یہ کہہ کر اپنے دو سپہ چند دار کے اندہ دوی جس کی قوت و طاقت پر حیرت و حیرت دے رہی تھی اپنے پاؤں پیچھے پٹکا ہوا دوا دے میں پھینک گیا، اچانک اسے واپس کی شوگر کو لگا اور وہ مٹے ہوئے کو اپنے گھر پڑا۔

عاصم نے اس کے سینے پر اپنی کراں رک رکھتے ہوئے کہا کہ تم مجھے خزان کو موت سے اتنی محبت نہیں کرتی جتنی مجھ سے۔

اچانک عاصم سے فرائی پھیلنے لگے، "مجھے چہرہ دینے، آبا جانا، مجھے چہرہ دینے، میں اس کے

نہ نہ نہ پاتائی کہیں۔" انہیں اندازہ کے لئے۔

عاصم نے غمگینانہ حالت میں ایک جوان لڑکی ایک حوسیدہ شخص کی گرفت سے آزاد ہونے کی بعد پھر زہی تھی۔ ایک ثانے کے لئے عاصم کی نگاہیں حوسیدہ آدمی پر مرکوز ہو کر رہ گئیں اور اسے ایسا محسوس ہونے لگا اور ایک غیب و گہر، ناہیے سے "ف" تھا، جوان لڑکی جس کے ہاتھ میں پھنسا ہوا خنجر تھا، اچانک اس کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔ "نہ نہ نہ" عاصم پر ہلکا کر دیا۔ لیکن عاصم نے نہیں ہاتھ سے، ان کی کافی بکری لگا اور وہ اس کی آہنی گرفت میں جسے اس پر مرکوز تھی۔ دوی نے اپنے کسٹش کی لیکن عاصم نے دوبارہ اپنی کوا لنگ اس کے سینے پر رکھی اور دوسری طرف دیکھ کر پوچھا: "تو اس میں عاصم ہو، دو حوسیدہ لڑکیاں مجھے نہ لے رہی سرانجام میں پتہ دی تھی۔ اب ہاتھ کو دقت نہیں، اگر تم اس جوان کی جان بچانا چاہتے ہو تو اسے سر ہٹ کر اپنے صدمہ و حرکت میں پڑا ہے۔ وہ دن ان لوگوں کے اندر آتا ہے کہ بعد میں تیرہادی کو دیکھیں کہ کون سا عاصم کا ساتھی جو آگاہ ہوا اندہ داخل ہوا اور اس نے پوچھا کہ اب ٹھیک ہیں نا؟"

میں ٹھیک ہوں۔ تم دو دن کے باہر ہو کر رہو، اور کسی کو مکان کے قریب نہ آؤ۔ دو۔ یہ لوگ ہادی پتوں میں ہیں۔ عاصم یہ کہہ کر باہر نکلا تو لڑکیوں ایک اور کشا ہوا تھا۔ ایک حوسیدہ آدمی جو اپنے ہاس سے سر ہٹ کر کا ڈھکی پیش معلوم ہوتا تھا، آگاہ پٹا ڈگر مٹا رہا تھا۔ اندر دست کا ڈاڑی مکان میں سے ہوا جسے ہانکنا فوج کا اطلاع اور دوا دے کر، وہ مردہ ہو قوت ہو گیا اندر چلا گیا ہے مارا مانے گا غصے لینے جی کر۔ تم کیا دیکھ رہے ہو۔

قوی سیل ایرانی فانت چیتا ہوا اٹھا اور آگے بڑھ کر حوسیدہ آدمی کو چند قطرہ سید کر دینے پر اس کی ہڈی پڑ کر جھجھکتے ہوئے کہنے پڑا کہ کوئی آتم شہر چانے کی بجائے انہیں آگے بڑھنے کا شہرہ دیکھ نہیں دیتے؟

عاصم نے آگے بڑھ کر لہجہ توگ بڑا ہوا کہ ان اپنے فونی سے زیادہ قیمتی نہیں سمجھتے۔ تمہیں ان پر عقوبتیں کرنا چاہئے۔ عاصم نے حوسیدہ آدمی سے بیان و نکالہ دنا دوسری کی کوا دہا دی۔ شہرہ دیکھنے لگی تھی ماسی سے دوبرہا دینی ایک عاصم نے گھر پر چند کرک عاصم بہر حال وہ اپنے کھنے کی سزا پا

چلا ہے۔ اب میں قہار سے زخم کی نگرانی چاہیے۔ عاصم نے گے بڑھ کر ایک بیوی کی کر سے شریک ٹھکانہ
اور اسے چھوڑ کر ایرانی کے باؤ پر چلی باندھ دی۔

ایرانی نے کہا کہ میں آپ کا شکر گزاریوں اور آئندہ میں بھی یہودیوں کا اقتدار نہیں کروں گا یہ لوگوں
مردوں کی لاشیں سڑا کر رکھتے ہیں۔

عاصم نے کہا میں بہت عطا جہاں اور میراثیال ہے کہ پڑاؤ میں جانے کی بجائے اسی مکان میں
آرام کروں، کیا یہ پرسن ہے کہ آپ ان لوگوں کو کسی اور ٹھکانہ سے نکال دیں؟

”جناب آپ خدا جبار اعلیٰان سے آرام کریں۔ میں ان سے نبٹوں گا۔ یہ کہہ کر ایرانی یہودیوں کی
طرف متوجہ ہوا۔ تمام سب یہاں سے جاگ باؤ۔ وہ دن میں اپنے سپاہیوں کو بڑا کاہوں وہ قہار سے سرکونکر
دیا نئے نیں میں چینگ دی گئے۔

یہودی ایک ایک کر کے وہاں سے کھٹے گئے لیکن چند ذرا ان تذبذب کی حالت میں ابھر پھر
دیکھ رہے تھے۔

ایرانی بلند آواز میں بولا: ”ابھرمزد کی قسم! میں قہار کی گزین ٹھاؤں گا۔ کیا دیکھ رہے ہو؟ جاگ
باؤ! ان کی کن میں لگی ہوئی۔

عاصم نے کہا: ”اب تمہیں چاہیے کہ سید سے پڑاؤ میں جا کر پانچ سو گیس طیب کر دکھاؤ مجھے ڈانچہ
دہی کی خواہش ہو آؤ نہ جو۔ تمہیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

نیز کا لفظ سن کر ایرانی کی قوت کے نیروں سے جاگ کھڑا ہوا۔ اور عاصم اپنے سامنے کھڑا
پروچہ رہنے کی تاکید کر کے مکان کے اندر داخل ہوا۔

دہی جے فرس نے نئی صورت حال سے باخبر نہ تھا ابھی تک فرس پر چڑا تھا اور فرس لگا
اس کے قریب کھڑی اپنے آئندہ پر ہی تھی۔

عاصم نے فرس سے کہا: ”وہ سب جا چکے ہیں، لیکن اب آپ کے لئے کسی کر کے کے اندر چپ
کا بیٹھا زیادہ مناسب ہوگا، لیکن ہے سپاہیوں کی کوئی اندوہی یہاں پہنچے جائے۔“

دہی نے انھیں کھلی کر ادھر ادھر دیکھا اور آواز کھڑا کر دیا۔ غور سے دیر بعد یہاں سے مکان کے
بیکہ میں کھڑے تھے۔ فرس کی انھیں نظر کے آئندہ سے لبریز تھیں، ذرا ان ٹکی مسکریاں تھیں
نہی دہی پریشانی کی حالت میں عاصم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عاصم نے فرس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: ”شاید آپ نے ابھی تک مجھے نہیں پہچانا؟“
فرس کی آنکھوں سے آنسو چپک چپک اتر آئے۔ جناب دیا میں یہ سوج رہا تھا کہ اب کئی سوز

یہ میں کھلی کی ذلت یا موت سے نہیں بچا سکتا۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ تم وہی ہو یا کوئی کہہ سکتا تھا کہ ہار کا
آئندہ طاقت ان حالات میں ہوگی۔ میں کچھ کہتا ہوں کہ قہار سے انھوں قتل ہوتے وقت میں میرے جلا میں

پڑی ہوئی نہیں آسکتا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ یہ میری بیٹی انھوں ہے اور یہ ہمارا بیڑا ہے
میں کا ہم کا دوس ہے۔“

”آپ کی بیوی؟ عاصم نے سوال کیا۔
”وہ مر چکی ہے۔“

”کب؟“
”چھ مہینے ہوئے۔ میں تم سے کئی سوال کرنے چاہتا ہوں۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ ہم کب

کھنڈہ میں اور فرس مدینک بھادی عدد کر سکتے ہو؟“
عاصم نے جواب دیا: ”سر دست آپ کو کئی خیر نہیں لیکن احتیاط ضروری ہے۔ میں غور سے دیر

کے لئے سب سالہ کے پاس جاتا ہوں۔ میری فریضہ میں میرا سامنے میں اس کی پہلو دے گا اگر مجھے کسی اور
سے دیر ہوگی تو چند اور عرب سپاہی اس مکان کی حفاظت کے لئے پہنچ جائیں گے۔ اگر آپ اپنے والد کا

باس تبدیل کر سکیں تو بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ گھوکا کہ سالانہ اٹھا کر صحن میں چینگ دیکھتے۔ اس سے
ظہر ہوگا کہ یہ مکان ٹھٹ چکا ہے۔“

عاصم وہاں سے چل پڑا لیکن دوسرے دن اٹھانے کے بعد کچھ سوج کر ٹھٹا اور انھوں نے سے مخاطب
کہا: ”میں آئندہ سے خود ہی مکان پر جانے کی ہر گز کوشش کروں گا۔“

فرس نہ کہتا: آپ جلد واپس آنے کی کوشش کریں۔ آپ کو دیکھنے کے بعد مجھے یقین چاہیے کہ قدرت کو ہماری تباہی منظور نہیں۔

"آپ مطمئن رہیں، میں بہت جلد آؤں گا۔" ماسٹر نے کہا کہ کرسے سے باہر نکل آیا۔ دو دن سے کے سامنے اس کا ساتھی پریشانی کی حالت میں ٹپل رہا تھا۔

اس نے کہا: "جناب! آپ نے بہت دیر لگائی اور میں اس بات پر یقین رکھوں کہ آپ ایک سو گنا تھک دیئے گی کوشش کر رہے ہیں؟"

ماسٹر نے جواب دیا: "میری اس شخص کو داد ہے جس نے مجھے انتہائی بے کسی کی حالت میں رہنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ شہنشاہ کے اس جرنیل کا بھی محسن ہے جسے خط خطی پیرانوں کی فریب پر چڑھانے کی ہمت نہ تھی ہے۔ جو سکتا ہے کہ ہم اس لڑکے کی مخالفت کر کے شہنشاہ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ میری جڑ ماضی میں گہراں پہرہاں گئے۔ ہمیں دو دن سے کی بجائے جس کے اندر کھڑے رہنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ قتل آفات کے وقت مکان کو ٹوٹا جانا دو دن سے زیادہ دیر لگے گی۔ لیکن یہ نیت سے اللہ مداخلت کرے گا کہ وہ شہنشاہ کی خوشنودی پیش کیا جی تو اسے کھڑے دلائل کو دھماکانے کے لئے تیار کیا کہ دینا منہ پر کرسے گا اور اگر ان لوگوں کو کوئی خوشنودی پیش کیا جی تو اسے کھڑے دلائل کو دھماکانے کے لئے تیار کیا کہ دینا کافی ہوگا کہ اند تھکے چند سوڑے ساتھی، آرام کر رہے ہیں۔ اگر مجھے سامنے میں کوئی اور قابل اعتماد ساتھی ملے تو انہیں اس لگی میں پہرہاں دینے کے لئے بھیج دوں گا۔"



قریباً ایک پہرہاں گزری تھی، فرس، انٹونیہ اور کلاڈیوس مکان کے نزدیک کھڑے ہیں۔ جیسے کہ وہ کہتے تھے۔

کلاڈیوس نے بھی ہوئی اور ان میں سوال کیا: "آپ کی بات کی باتیں ہیں۔ وہ ہماری مدد کرے گا؟"

فرس نے جواب دیا: "کلاڈیوس تم اہلینان کو، مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی جان خطرے میں ڈال لیں گے، میں چاہتا ہوں کہ کوشش کرے گا۔"

"لیکن آپ کہتے ہیں کہ وہ شہنشاہ کا باشندہ ہے اور آپ کو فریب الوطنی کی حالت میں بتا رہے ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنا ملک ایرانی لڑج میں اس قدر اور دوسرے کا ملک میں گیا ہو کہ یہاں تک کہ وہ کھڑے نہیں ہو سکتے؟"

فرس نے جواب دیا: "موجودہ حالات میں خود فریبی کر میں یہ قدرت کا اقدام کہتا ہوں۔ لیکن میری گواہی دیتا ہے کہ قدرت نے اسے ہماری مدد کے لیے بھیجا ہے۔"

انٹونیہ نے کہا: "بہت دیر ہو گئی۔ ابھی تک نہیں کیا۔"

کرسے میں کچھ دیر خاموشی طاری رہی پھر ایک گمنام میں چند انکسوں کی چاپ اور انکسوں کا ڈیس لے کر آیا۔

کلاڈیوس نے کہا: "معلوم ہوتا ہے قدرت ہمیں زیادہ دیر خود فریبی میں مبتلا رکھنا نہیں چاہتی لیکن میں آپ سے یہ وعدہ کر چکا ہوں کہ اپنی زندگی میں انٹونیہ کے لیے کسی کا نشانہ نہیں کر سکوں گا۔"

کلاڈیوس اپنی خواہش منہاں کر کھڑا ہوا۔ لیکن فرس نے اس کا سامنہ کرتے ہوئے کہا: "بیٹا! سولے سے کام رو لیجئے یقین ہے کہ اب قدرت ہمارے ساتھ ذات نہیں کرے گی؟"

پھر سے ماسٹر کی آواز سنائی دی: "میں مام ہوں۔ اب آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ!"

فرس نے دروازہ کھول دیا۔ ماسٹر نے اس میں شش حتی ایک تہی ڈکرا اٹھائے اس کے

ساتھ ساتھ سات سوچا چند لمحوں کے کھڑے تھے۔ فرس پریشانی، خوف اور اضطراب کی

طرحیں باہر نکلا اور ماسٹر نے شش اسے دیتے ہوئے کہا: "اب آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن یہاں آج رات میں رہیں گے، انہیں میں ہی گزارنے کے لیے صرف ایک گناہ چٹائی کی ضرورت ہے۔"

فرس نے کہا: "میں اپنا بہترین کامین دے سکتا ہوں۔ کیسے؟ وہ کرسے میں داخل ہوئے کرسے

شش سے چٹائی نکال دیا اور دوسرے کرسے میں جا کر ایک مہار کی تالیف نکال دیا:

ماسٹر نے اپنے ساتھی سے کہا: "تم میرا یقین لے جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو برہنہ دروازے کے

فرس نے کہا: کلاؤس! معاملے ہماری امانت کے لیے ایک ذرہ بھی جھٹکا نہیں کرنا چاہیے کہ تم ہاتھ گرد میں؟

کلاؤس نے عام سے مخاطب ہو کر کہا: اگر آپ اپنی حقارت پر کان نہ دیکھیں تو آپ کی غلطی سن سکتے ہیں۔

عام نے کلاؤس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: تم مجھے بعد دست پاؤں کے انصاف و عدل کی بات لہجہ کریں جو وہ حالت میں صدیوں پہلے کا اس سے بہتر طریق نہیں ہے۔ اس کے میں اس بات کی خوشحالی کر چکا ہوں کہ تم سے ملے ہیں، اپنی طوطی مرزا بلا جانے میں پر سالانہ فیری کی درخواست قبول نہیں کی۔ ہم میں قسین تھے، دانا ہوں کہ جو جو تم اپنی گھٹن پر مس کر گئے وہ مجھیلنے والے پرکھیں ہوگا۔ قسام سے اطمینان کے لیے میں اس سے لیاہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ فرس کی بی بی پرانی ہے کلاؤس نے جواب دیا: ایک غلام کو اپنے طوطی کا بوجھاٹلے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور اطمینان کی حقارت پرانے کے لیے فرس پہاڑ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گا؟

عام کا چاکبک ایسا موسیٰ ہو گا کہ وہ اس خوش وضع جوان کو ایک مدت سے جلد ہے۔ اس نے کہا: اب تمہارے مستقبل کے متعلق سچا خیال رکھو کہ تم اطمینان کے حکم کو تمہیں ذرا پہنچاؤ گا کہ یہ کہیں؟

فرس نے کہا: نہیں، ہمارے عزیزان کو کہلائے ساتھ کھانا پانی ہے؟

عام کھنگایا اور متور پیڑ پر چاروں دسترخوان پر بیٹھے گا کھانا ہے تھے

باب ۲۲

کلاؤس سکندریہ کے گورنر کا بیٹا اور رومی سینٹ کے ایک بائرن کو کا بیٹا تھا۔ لیام میں ایرانی سرگرمی کے شمالی علاقوں کی سخت مخالفت کا نشانہ رہا۔ عام کی فریاد کے ایک سلاطین کی مشیت تھے۔ صوفی متین سندھ میں کی لڑائی میں بھی ہونے کے بعد اس نے پہلے چند شکست خوردہ سپاہیوں کے ساتھ تھکے ہوئے کیا تھیں۔ دانتے میں اس کا سمت بزرگ تھی اور قیساہ کے ملک نے اسے لڑائی میں مستحق لینے کا قابل سمجھتے ہوئے کسی لیاہ سے مذاق عام پر چلے جانے کا مشورہ دیا۔ چند دن بعد اسکندریہ سے دو جہاز بند کا ملان لے کر قیساہ پہنچے اور کلاؤس کے ساتھ لیاہ نے اسے سخت مخالفت میں ایک جہاز پر بار کرایا۔ جہاز گاہاں کلاؤس کو جاتا تھا اور اس نے سفر کے بعد ان میں اس کی قیاداری میں کمی تھی اور گناہت دیکھا دانتے کی بندھا ہوں سے کمی اور لوگ جو خلقت شہر سے جہاں بیکار ہوا کرتے تھے۔ ان جہازوں پر اور ہر گز گئے پہنچے جب یہ جہاز چلنے لگا تو ان پر قیود ملنے کی گنجائش تھی۔

خزانہ میں پناہ گزینوں کا جو جم راتے کی دوسری بندھا ہوں سے کہیں زیادہ تھا اور ان میں لیاہ قتلہ ان رومی حرموں کی ایک کون کی تھی جو بیہوش اور غصیلین کے مدد و خوش حالت کے پیش نظر سکندریہ بائرن کے پہنچنے کے لیے بلے فرما رہے تھے۔

خزانہ کے مالک نے عام جہازوں کو لے لیے اور کمرہ دار کو لوگ جنٹلی کے راتے ستر سکتے ہیں۔ رومی حرموں اور ان جن کے بھر خالی کر دیں۔

کر بیاد ہر باتیں نوہم کسی کے بالین یا اسکندلیج پہنچ گئے ہوتے ۔

خانم نے ٹھٹھا کر کہا: یہ لڑکا پاگل ہے۔ میں اس سے کئی بار کہچکا ہوں کہ مجھے یہ نہیں کہہ سکتی کہ جہاز پر جگہ دینے کی اہلیت نہیں ہے۔

لڑائی لے گا۔ یہ کیا آپ کے نزدیک دوسروں کے سانس کی مانی اور ابرو کی حرکت نہیں ہے؟
 علم نے سب اہول کی طرف توجہ مرکب نہ کی اسے لے جاؤ میں اس سے بحث نہیں کرنا
 ادب انگریز جیسے پریشان کرنے کی کوشش کرے تو اسے دیکھ کر بے رحمی کے واسطے سے ہلکا
 کرکے پاسی آگے بٹھا لیکن کڑوس نے اٹھ کھڑا دے دئے کہ: مشرّف! یہ ہر دو نام نہاد
 مترجم ہواست شاید تم یہ نہیں جانے کہ ایرانی ایسی لڑکیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں:

ناظم نے کہا: میں جانتا ہوں اور یقین کیجئے کہ مجھ سے کسی مسافر کے ساتھ ہمدردی ہے یہ جو جی ہمارا پرانا
کام تھا تو کچھ مجھے بھگنا کر چلے گئے ہیں۔ میں کسی حق پرست کے حاکم کی حیات کی موقوف دوزی نہیں کر سکتا ہر
حکم یہ ہے کہ درویش کے سوا کسی کو سرکاری چاندنی پر گزار ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

کا ڈاکو ملے کہا: "دیکھئے! جب ملے گا تو مرنے لاق ہے، اور میں اس سمیت نہ دوں گی کہے لطفانی سے درخواستوار ہوا ہوں، میرے بھتیجے ہے کہ بڑا کامیاب میری مجدد ہوئی اس کو کہنے پر عرض نہیں کرے گا کہ یہی جیسا ہلنے میں کہہ رہا تھا، عریض ہو کر کہے گا یہاں موجود ہیں دو جہانوں پر ملازمین جو کہیں سے نہیں کہے کہنے کے لیے کوئی جہانوں کا فرزند ہے، اور اس میں سے دو رکھتا ہوں کہ اپنے چچا کو فرزند جلیجیے، مجدد کو رکھیں گا۔" مجھے یقین ہے کہ یہ زمانہ اور فرزند کے ماکر کو سامنے کر کے کے لیے کافی ہوگا۔"

خانم نے کہا: اگر آپ جلدی اتنی مدد کر سکتے ہیں تو خیر میں مرضی سمجھتا ہوں کہ آپ بھی یہاں ٹھہرنے کی بجائے ان کے ساتھ ہی روانہ ہو جائیں۔

کھانڈویس نے لڑکی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "تمہاری ماں کہاں ہے؟"

• وہ باہر کھنڈ کی حالت میں لٹھی ہوتی ہے •

ناظم نے کہا: ”جاؤ اُسکے لئے آؤ!“

یہ بڑی بڑی سیاح اور چکر لڑا شخصوں، اہل گردان اور چمکے قروش والی لوگوں نے مسکو میں انطونیر
تھی اور ایک صحت ایجنٹ کی پیش اس کے ساتھ جہاز میں سفر کیا۔ انطونیر اس سے کہہ رہی تھی کہ جہاز
سے خزانہ میں دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ وہاں پہنچے ہی ہمارے گھر سے فوجی ضرورت کے لیے ضبط کیا گیا۔
تھے پہلے پہنچے ہمارا کوئی ایک کالٹن فرومایا اور ہم نے عشقی کے واسطے ایک قلعے کے ساتھ پہنچے گا۔
کیونکہ میری والدہ ایک ایک بھاری بھرپور گمشدہ ہوا چاندنی طرف سے اس پر چمکے تھے کہ نہ کہ ان کے چمکے
کلاؤں نے کہا۔ مجھے اچھوتی ہے کہ آپ کے راز کو جہاز میں بگڑ نہ سکی لیکن آپ کو پریشان
نہیں ہو گا۔ یہی اگر وہ عشقی کے واسطے کسی قلعے کے ساتھ نہ جا سکا تو میں ماہی پر اسے خزانہ میں تلاش
کر کے آپ کے پاس نہاؤں گا۔

انٹونی نے یوچیا: "آپ واپس آئیں گے؟"

• میں! میں نے بندگان کے نام سے وعدہ کیا ہے کہ پناہ گزینوں کو نکالنے کے لیے اسکندریہ
مزدبیاؤں کے ہاتھوں کی گمشدگی ہو جائے گی۔

”آپ بہت جلد میں ملک کی نئی اہمیت منظرِ آگاہیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہفتونیک ماں نے جہان کے قریبی بیٹی جونی اتنی پانی کا ٹکڑا کھا ڈیا جس سے وہاں کے کڑی کا ایک کٹوا مبر لایا۔

اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس نے پانی پلانے کے بعد پوچھا۔

الغرض یہ کہ میں نے جواب دیا، میں ٹھیک ہوں، جیسا! خدا تعالیٰ اسے سچا کرے؛

چند دن سفر کے بعد ان میں کلاڈیوس اور ایلونیکی ایک دوسرے کے بہت قریب آچکے تھے۔ ایک صبح جب ان کا جہاز اسکندریہ کی بندرگاہ میں ٹکرانے لگا تو ان دونوں جہازوں نے
کلاڈیوس سے فرسٹنی جلدی ختم نہ کی۔ ایلونیکی کی دال کے لیے پاکی کا استعمال کرنے کے بعد کلاڈیوس
ان کے ساتھ چل دیا۔ فتورشی یہ جانے لگا کہ ایلونیکی کے امون بطریق کے مکان میں داخل ہوئے۔
بعضی اسکندریہ کا ایک خوشحال گھر تھا جس نے کلاڈیوس کو کھانے کے لیے لوگنے کی کوشش کی۔ لیکن جیسے
جہاز بیت ہو گئی، تانے کے لیے یہ جہاز کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اگر موقع ملے گا تو کسی وقت حاضر

ہو باؤں کا۔

بطیرس نے کہا: تو پیر آپ شام کا کھانا میرے ساتھ مزدگار کھاؤ؟

کلاؤیس نے جواب دیا: اگر میں یہاں شہر کا قلعہ داخل گا تو کین کین ہے کہ چار ماہانہ قلعہ سے پناہ گزینوں کو لکانے کی ہم مجھے سونپ دیں، لعدیں آج ہی یہاں سے مدینہ پہنچاؤں؟

اطونیر نے بطیرس سے مخاطب ہو کر کہا: اسوں جان! مجھے یقین ہے کہ قلعہ سے دو بارہ دہریا لے گئے جس نے ہمارے گھر کا راستہ سولی پکے ہوں گے؟

”نہیں، اطونیر! بطیرس نے جواب دیا: یہ میں جھگڑا کر قلعہ سے علیحدگی کے کام نہیں لے رہا۔“

اطونیر، ہاتھی مال کے بصر کے قریب بیٹھ کر شہر کے اپنے اسلوب زندگی کے کوشش کر رہی تھی، اس طرح ہر بار شہر کی کلاؤیس نے، اس طرح مصالحت کے لیے بطیرس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس نے

کہا: ”نہیں، جناب! میں وہاں سے ایک آپ کے ساتھ چلوں گا۔“

”نہیں، نہیں، مختلف کی ضرورت نہیں، آپ رہیں گے، کپاس ترشیلن رکھیے! اس کا دل سے یہ کہہ کر بطیرس سے مصالحت کیا اور اسے کچھ اور کچھ کا سواغ دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔“

اطونیر صحن میں کھڑی تھی، کلاؤیس اس کے قریب پہنچ کر اس کا ایک ہاتھ اپنے وقت کے بعد پیرا دیا۔

”اطونیر! میں اس گھر کا راستہ نہیں بھولوں گا۔“

اطونیر نے کہا: ”میں سرتے دم تک آپ کا انتظار کروں گی! اور اس کے ساتھ اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو چھٹک پڑے۔“

”خدا حافظ! اطونیر! کلاؤیس یہ کہہ کر آگے بڑھا، اس کا ایک ہاتھ دھڑک دیکھنے کے بعد لیے لیے قدم اٹھا تاہم ہر چل گیا۔“

گھر کی حد میں چند قدم درگزر میں اطونیر کی طرف دیکھ رہی تھیں اس کی نگاہوں میں ایک سلامت تھی لیکن اطونیر ان کی طرف توجہ دینے کی بجائے گھر میں چلی گئی۔

بطیرس جو راتینہ سے باقی کر رہا تھا، قدرے وقت کے بعد اطونیر سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”بیٹا!

میں تمہاری آنکھوں میں اس سوکھیر داہلی لکھیں تھیں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ وہ روی ہے اور اس کے کھانے کا حکم کا بیعت ہے۔“ اطونیر کوئی جواب دینے کی بجائے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چپا کر سر کیسیاں ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔



ان واقعات کے بعد بنفہ بعد فرس، ابلوں سے ہوتا ہوا اس کے پناہ قوس کی بڑی زندگی کی آخری گھڑی میں تھی، ایک دل خور کی نگاہوں کے سامنے اسے ہر موت و حیات کی کشش میں جکڑ دینے کے بعد اس نے اپنا سر بیعت ختم کر دیا، چند ہی لمحوں میں اس نے اپنی ٹانگے کے ساتھ ابلوں کے ساتھ لڑائی کر لیا، اس کی ٹانگیں بطیرس کے ابلوں پر، ایک ہنر اس کے ان ٹانگوں پر پڑا، اندر بر گیا۔ اس طرح اس کے کئی ہزار قوت سے چار گزینوں کو لے کر وہاں پہنچے تھیں، اطونیر کلاؤیس کے متعلق کوئی اطلاع نہ تھی، اس کی موت کے بعد سے کچھ وقت وہ زندگی کی چیز دیکھنے سے کناہہ کش ہو چکی تھی لیکن کلاؤیس کو سبیل ہانا اس کے پس کی بات دیتی تھی، بطیرس کے لیے اس کا بار بار دہرائے تھے کہ کلاؤیس ایک روی ہے اور اس کے لیے کھانے کا حکم کا بیعت ہے، ہم انتہائی ناچاری کی حالت میں ہی وہ اس خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہتی تھی کہ کلاؤیس کی دل اس کی تلاش میں آئے گا۔

کوئی دوا دے پر تک دینا قوس کے دل کی دھڑکنیں بڑھ رہی تھیں، کوئی قلعہ سے آگے نکلے نہیں اور پناہ گزینوں کا آکر چھڑا قوس کے منہ سے کلاؤیس کا ذکر سننے کے لیے بیجاں ہوا، ایک ہزار چھوٹے سے ایک دن میں وہ بطیرس کی بیوی اور دو بیٹیوں کے ساتھ اپنی مال کی قیر دیکھ کر اس کی طرف ایک کناہہ دہرائے سنگ میں داخل ہوتے وقت اسے بطیرس کا پیش نام رکھ کر اپنا پوچھنے کی بجائے ہاتھ بٹھا، بطیرس کی بیوی نے اسے ہاتھ کاٹنے سے روک رکھے تھے، پوچھا: ”تم کہاں جا رہے ہو۔“

اس نے جھٹکا میں ہوا۔

خوش نے جواب دیا: ”جناب! میں آگاہ کر دوں گا کہ اس نے اپنے ہاتھ ہاتھ کی، ایک روی ان سے

مٹا چاہتا ہے؟

انٹونیز نے بے چین ہو کر پوچھا: "وہ کہاں ہے؟"

"میں اسے اندر بٹھا آیا ہوں۔" ظہم نے جواب دیا۔

"ابا جانی گھر میں؟"

"نہیں، وہ اس بات پر یقین تھے میرا خیال ہے کہ وہ بھی دوکان پر چل گئے۔"

ظہم نے کمر بھاگ گیدو لٹیموس کی بیوی لے کہا: "بہنئی، ہمارے سب سے اچھے شاگرد فرڈینانڈ پوٹا انٹونیز ان کے ساتھ مل کر پڑی بہانوں کا کر ڈھونڈھیں گے۔ ظہم صاحبین انٹونیز کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ دیں اور وہ تدریب کی حالت میں دوسری طرف کی طرف دیکھنے لگیں۔ لٹیموس کی بیوی نے اپنی بیٹیوں کو ہاتھ سے اٹھ کر دیا اور وہاں سے ٹھک گئیں۔ سپردہ انٹونیز کی طرف متوجہ ہوئی۔ چچی تم ایک دوسرے کے لیے اجنبی نہیں ہو، جاؤ!"

انٹونیز چہرے پر شرم دیا کی سرخیالیلے طاقت کے کمرے میں داخل ہوئی لیکن وہاں کلاڈیوس کی بھانجی ایک بہن بیٹا ہوا تھا وہ ان گنت لمبے بالٹونیز کے دماغ میں گرنے لگے کہ وہ کچھ نہ بول سکتے تھے۔

"آپ خیر؟" اس نے ذوق پوری آواز میں پوچھا۔

"جی ہاں!" وہی نے آٹھ کر جواب دیا۔

"آپ کو کلاڈیوس نے میا ہے؟"

"جی ہاں!"

"وہ یہاں نہیں آئے ہیں گے؟"

"وہ خود کاٹیں گے لیکن ابھی نہیں۔ ان دنوں غرت میں بیچ رہے والے شاگردوں اور زخموں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور جب تک ان دنوں سے تعلق نہیں رہا ہوا کلاڈیوس میں نہیں آئے گے۔" وہی نے غلطی نہیں کرنا تو آپ انٹونیز میں کھڑکیوں نے مجھے آپ کے لیے ایک خدوئیہ بیٹا ملا ہے جس کے ساتھ آپ ہیں۔ آپ یہ کمرہ دوسرے میں آپ کے گھر کو راستہ بول چکا ہوں۔ وہیں میں پوچھتے تھے کہ آپ کی عورت

بست کسی ہے؟

انٹونیز نے پراسیدہ ہو کر پوچھا: "آپ داپس غرت جائیں گے؟"

"جی ہاں! میں آٹھ بجے ہی جاتا ہوں۔"

آپ کو کلاڈیوس کے پاس میری طرف سے یہ پیشام لے جائیں گے میری والدہ وفات پا چکی ہیں

میرے والدہ بیل چکی گئے ہیں اور میں ان کے ساتھ بیلون باری ہوں؟

وہی نے پوچھا: کیا میں انھیں یہ پیشام بھی دے سکے ہوں کہ آپ ان سے خفا نہیں ہیں؟

"کس بات پر؟"

ان کا خیال تھا کہ شاید آپ ان کی سفادت قبول نہ کریں؟

"آپ انھیں یہ پیشام دے سکتے ہیں کہ میں ان سے خفا نہیں ہوں۔" انٹونیز یہ کہہ کر سرکرائی اور

ان کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو نہ گئے۔

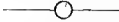
وہی نے کہا: میں لٹیموس کی وساطت سے آپ کو ایک پیشام سننا چاہتا تھا کہ آپ کا کر

انھیں جانے دیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اب میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ اس لیے مجھے اہمیت دیکھنے

بیلون مجھے بہت سے کام ہیں؟

انٹونیز نے پوچھا: آپ کا نہیں کوئی نہیں گے؟

"نہیں، میں کما کاٹ چکا ہوں۔ اب یہ مجھے جاننا دیکھئے: وہی یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔"



پہنخت جب دوسری اپنی بیٹی کے ساتھ بیلون چلی گئی کئی سال ایک سخت کٹھن کا بار بے قس

طے جو سوائے بیچ کا تھا وہ عرصہ کہ مرثیت کے لیے کافی تھا لیکن وہ بیکار بیٹے کا داری دھاتا۔

اس نے دیکھنے میں کہ کدو سے ایک مولیٰ خرید لی اور پتا پڑا خود اشرار مکر دیا۔

ظہم کی طرح دوسری بھی یہ کام کرتا تھا۔ ابا بھائی کا گھر لایا ہلکے رنگ کا رخ کیا تو سے

جہاں کہ وقت ہمارا نہ ہو، دشمن کی غلامی سے بچنے کے لیے ہر خط واصل لینے کر تیار رہنا چاہیے۔ ہوشیار رہنا
 وہاں سے مداخلت کی گئی تھیں۔ ستر کرنے کے بعد بھی ایک رات شدید آگزی کے باعث دروازے
 پر قفل لگایا گیا۔ میرے ساتھ بائیس آدمی تھے، لیکن پادرات کی نگرانی میں، ہم بے پروا ہو گئے۔ ستر کے وقت
 ہمارے سامنے ایک نئی دوق صحرانہ آگزی سے اترتی ہوئی ریت میں ہمارے پائل کے نشان
 ملتے جا رہے تھے۔ اللہ میں یہ اطمینان تھا کہ اگر دشمن صحرانے ہمارا پیچھا کیا تو ہمیں اس کے لیے ہمارا
 کھانا کھانا نہیں تھا۔ ہمیں ہر گز دشمن کی حالت سے خبر نہ تھی کہ اگر دشمن کے سوار کہتے تو ہمارا ایک گھرنٹ
 جان کی کے عالم میں تھے اور ہماری یہ حالت تھی کہ اگر دشمن کے سوار کہتے تو ہمارا ایک گھرنٹ
 جان کرنے کے لیے اپنے کپڑوں کے حوالے کر دیتے۔ میرے پیروں پر ایک بند ٹیلے کے سامنے میں اپنے
 تھے۔ آگزی تم کچی تھیں میں اپنی موت سے زیادہ اس بات کا یقین تھا کہ ایک دشمنی زخمی مجھے ہم
 اپنا جتنا تسلیم کر چکے تھے۔ آگزی ستر ٹیلے پر چڑھنے کا ارادہ کر رہی تھی کہ اس کے پیچھے ہوتا۔ ٹیلے
 کے دوسری طرف تنگ ٹادی میں غائب ہو کر ایک کا ایک نڈر کھائی دیا۔

صحرانے پر ایک سب ایک ٹیلے اور پیچھے کھائی پانی کی دھرتے۔ یہ ٹیلے دھرتے
 تھے اور ان کے سوار ایک ہر گز دشمن کی خبر نہ تھی۔ ہم چاروں اُس کے ہمراہ رہے۔ اس کے بعد ہمارا سوار
 ہوا تو اُس کے کپڑوں کے حوالے کر دیتے تھے۔ اگر دشمن کے سوار کہتے تو ہمارا ایک گھرنٹ
 میں قیام کرتے تھے۔ اور ان میں سے ایک نے اپنے ٹیلے پر ایک دشمن کی آگزی
 کے متعلق اطمینان کر لیا تھا۔ غنائی تباہی کے لوگ ہمارے محل پر بہت مہربان تھے اور ان کے
 بعض سوار ہمارے بہادر ساتھیوں کی آگزی میں ایک پٹیلے کے لیے لٹا دیا۔ اگر دشمن کے سوار کہتے تو ہمارا ایک گھرنٹ
 دیتے تھے۔ اطمینان کے طالع میں داخل ہونے کے بعد میں صحرانے ہمارا دشمن جزو پر تباہی کر چکا تھا۔ وہی
 لیے میرے وہ ساتھی جو شام کو دشمن کے باختر تھے۔ ایسا ہو کر اپنے گھرنٹ کھینچے گئے اور ان
 دوسری اور ساتھیوں کو سوار کیا۔ اگر دشمن کے سوار کہتے تو ہمارا ایک گھرنٹ
 فرس نے کہا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ انگریز آپ کے متعلق بہت پریشان تھے۔

میرزا کا تاجی کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن بد شگون میں شکست کھانے کے بعد ان لوگوں کے واسطے ٹوٹ
 گئے۔ جو تھری وقت قدرت کے کسی مجھ سے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے بعد جب انہوں نے بھی مدینہ کی
 سلطنت کے پرچم پر نکلے تو تمام اور ضلعوں کی طرح وادی نیل کے شہر اور اسی میں بھی کثرت
 کے جیسے ایک سامنے دکھائی دینے لگے۔

ایمپون پہنچنے کے بعد کھانا پکانے کے متعلق انگریزوں کا سفری اطلاع یہی تھی کہ وہ خود اپنے ایک
 بد شگون کے غازی پر چلا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی ایک ہنگامے سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے اور کس علاقے میں
 ایک انگریز کی موت واقع ہوئی۔ آپ کے ساتھ گریٹ بلیک کی تیزی کر رہی تھی کہ وہاں سے پکڑ
 لے دیا۔ وہی اور پندرہ گئے۔ بعد کو کھانا پکانا کیا اس نے فرس کا اطلاع دی کہ ایک دوسری انگریز
 آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ وہ اپنا نام کلاؤس بتا دیا۔ ایک ٹیلی کے لیے کائنات کی تمام ستر
 سمٹ کر انگریز کے چہرے پر آگئی۔ فرس تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا باہر نکلا۔ صحرانے پر ایک گھرنٹ
 کا اڑنا چاہنے والی تھی۔ اس نے ہمارے گھر کی آگزی میں ایک کوسے میں بیٹھ گیا۔ انگریز تقریباً پندرہ
 سے لے کر اڑھائی کے لیے آگزی میں آگئی۔ اس کی زبان تنگ ہو گئی تھی اور اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ
 اس کے سامنے اور حال کے درمیان سارے ظہور پر چڑھ چکے تھے۔

فرس نے کہا کہ آپ کو میرے گھر میں داخل ہونے کے لیے امانت لینے کی ضرورت نہ تھی۔
 ہم مدت سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔
 انگریز کے اصرار پر میں چار تیرا پانا وکر اسکندریہ بھیج چکا ہوں لیکن وہاں بھی آپ کے متعلق
 کسی کو معلوم نہ تھا۔

کلاؤس نے کہا۔ مجھے فرقہ سے کلک کے ساتھ بد شگون کی طرف بھیجا گیا تھا لیکن خبر سے چند دن
 بعد دشمن کی ایک فریٹ نے میرے میں لے لیا اور میں شہر اطمینان اٹھانے کے بعد تیرا پانا وکر بھیج دیا
 میں ان چند خوش قسمت لوگوں میں سے تھا جنہیں دشمن نے غلامی کے قابل قرار نہیں کرنے کی ضرورت
 محسوس نہ کی۔ چند ماہ بعد کے ایک لمحے میں قید رہنے کے بعد میں جنگ جیتنے کے ایک لمحے کے ساتھ

کی گنت دماغ کا بواب ہے۔ جسے سر پر یہ اندیشہ حکام انطونیز نے کسی ابتدائی شرافت اور ہمدردی سے
مشاورہ کر اپنے مستقبل کے متعلق غلط امیدیں قائم نہ کر لی ہوں۔۔۔ لیکن تم میری توقع سے زیادہ غرض مند
انطونیز میری امیدوں سے زیادہ خوش نصیب ثابت ہوئے ہیں اور میری تمام دلوں کو مددگار بنا دیئے ہیں
آج شام سے پہلے پہلے انطونیز کا ہاتھ تبار سے اتریں دینے کو تیار ہو چکی ہیں تم بھی شاید یہ پسند نہ کرنا
ہو کہ ایک عالم نسب و دی کو یہ کہنا ہے انطونیز کے الزام عائد کیا جائے اس لئے مناسب یہی ہے کہ تم
انہما کو کم از کم اپنے چاکر کا نام خیال مزبور بنا لو

لکھنؤ میں نے جواب دیا میں آپ کے ملک کی تمیل کروں گا

تیسویں دن لکھنؤ میں اسکندریہ کا رخ کر دیا تھا، انطونیز کے ساتھ ملاقات کے تصور سے اُسے اپنے
مستقبل کی تمام منزلیں دکھائی گئی تھیں لیکن اُس کے دل کی گہرائیوں میں ایک غمناک بھی ننگ بوجھ
تھی، انتہائی گنت و سرور کی حالت میں اُسے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا کہ وہ عیب تاریکیوں کو اُس نے نام
اور نصیب میں دیکھیں اُس کے ہوا جگہ وہی ہیں۔ وہ اپنے دل میں کہتا کہ لکھنؤ میں تم جیسے بزرگوں
رواج اور انطونیز میری بزرگوں کو کیاں جنگ کے خون کی تلخ پیمائی میں اور یہ طرمان واری میں کیاں
بڑھ رہا ہے۔ تم اُس سلطنت کے سپاہی ہو جس کا مستقبل پر شک تو ایک ترہا جا رہا ہے، کیا یہ بہتر وقت کہ تم
انطونیز کو اپنی رفیقہ حیات بنانے کے لئے کسی مناسب وقت کا انتظار کر دے؟ اور پھر جب اس قسم کے
خیالات اُسے نا قابل برداشت حد تک تکلیف دہ محسوس ہونے لگتے تو وہ اپنے دل کو تسلیاں دینے کی
کوشش کرتا۔ نہیں، میں غلطی پر نہیں ہوں۔ ایک بے بس انسان اگر ان غیر متوقع حالات میں زندگی سے سرت
کے پسینے چھیننے چھیننے یا چاند تلے بیٹھنے سے قوی غلطی نہیں۔ اور میری ہمت نہیں کہ میرے کسی میدان میں
ہم ہماروں کے سیلاب کا رخ بدل دیں۔ انطونیز کی محبت مجھے ایک سپاہی کے حصے کی ذمہ داریاں پہنچانے
سے نہیں منہ پھرنے کی بلکہ اب مجھے اُس سلطنت کی مخالفت کے لئے جان دیتے ہوئے ہیں جسے میں تکلیف دہ
نہیں ہو گا جس کے ایک گوشے میں انطونیز کا تاندان آباد ہے۔

چند دن بعد انطونیز مکان کے صحن میں بیٹھیں شام کی روشنیوں پر اکھٹے افسار میں جی فرس بھی ننگ

رہنے سے وہیں شاید تھا۔ وہاں سے کسی نے اس کی فکر اور دماغ کے قریب بڑھا کر اُن کی گئے
۔۔۔ اور وہ وہاں کھول کر باہر نکل گیا۔ انطونیز جو وہاں سے کے باہر دسی آہٹ پاگلی میں ہوتا یا کرتی تھی چند
نئے اختراع کرنے کے بعد اُن کی اور جانتی ہوئی نیم اور دوڑنے کے قریب جا پہنچی۔ سامنے کاڑوس گھوڑے
ننگ تھا سے گھڑا اور گھڑا اس سے کہہ رہا تھا: جناب! میں آپ کو ماننا ہوں، لیکن انکا اس وقت گھر نہیں
میں نے آپ کو قرضی دیر بعد قرضے میں

لکھنؤ میں انطونیز کو یہ کہنا تھا اُس نے سکاڑے کو کہے کیا ثابت ہے تم میرے گھوڑا، اندر سے جان بڑھ کر
روز میرے قہار سے انکا کا انتظار کرتا ہوں

انطونیز نے ایک دم اُن کے ہاتھ کو لپکا یہ بہت بڑا ہتھ ہے

لکھنؤ میں انطونیز کی حرکت دیکھا اور یہ لکھنؤ میں ایک گھوڑے کی ہانگ سے لی۔

لکھنؤ میں اندر داخل ہوا اور قرضی دیر بعد وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے بے تعلقی سے باتیں کر رہے تھے
لکھنؤ میں نے کہا: انطونیز میں اپنی زندگی کی اہم ترین چیزیں کامیاب ہو کر دلائیں آیا ہوں۔ میرے چائے
موت شادی کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ میرے والدین کو معطل کرنے کے لئے ایک ایسا جادو اُنھیں دکھا دیا ہے
انطونیز پر سرت کے صحن میں اُس نے گہری جی کو یہ رخا خوشی سے اُس کی طرف دیکھتی رہی، بالآخر اُس
فلک آپ نے اپنے چاکر کو ترسینے بتایا ہوا گھوڑا فریب لگا کر اپنے اپنی خدمت کے قابل بنا رہا ہے
لیکھنؤ میں نے کہا: کی جی ہے

لکھنؤ میں نے سکاڑے کو بواب دیا۔ نہیں! میں نے اپنے چائے سے یہ کہا تھا کہ فرس کی میں بیٹی کی
بلیکس اسان کے ستروں سے زیادہ روشن ہیں اور وہ پتھروں میں جس کو بھی کھینچنے کی تہنیزاؤں کے
دش بدش لکھی ہو سکتی ہے۔ میری جی نے تبار سے مذہم حال، قد و قامت اور صورت کے متعلق ان گنت سوال
کئے تھے، افسوس کہ وہ آخری بواب یہ تھا کہ انطونیز وہ سب کہ ہے میں کی میں تو نہ کر سکتا تھا۔ میں نے اپنے چائے
حالت بدش و دشت رادوں کا ذکر کیا تھا اور جنہوں نے بلیکس کو بالائی میں ایک رات کمانے پر بلایا تھا،
حکومت میں اسکندریہ کے چند مقامی مغزین بھی شریک تھے اور چارہ بان نے اُن کے سامنے ہمارے رشتہ

انہوں نے کہا انھیں نظر کے آئینوں سے لبریز ہو رہی تھیں، اُس سنگ کا ٹکڑا جس سے نورِ مسموم ہوتا ہے
 "جیسے؟ آپ نے سوال کیا
 "میں نے آپ سے نہیں۔ میں اپنی خوش نصیبی سے شرفِ ہستی کا شکر کرتا ہوں، آپ کی دین سے
 تو نہیں ہوا میں گئے۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کسی دین یا تو نہیں سوچنے لگیں گے کہ آپ کا نیکو عمل کیا ہے؟
 "تو میں جو یقین نہیں کرتا ہوں؟"

دو ہفتے، جب آپ میرے سامنے ہوتے ہیں تو میرے لئے فہمات بھی حقیقت بن جاتے ہیں۔ دیکھیں
 آپ میری نگاہوں سے ادھل جاتے ہیں تو مجھے انتہائی قابلِ عقیدہ باتیں یاد آتی ہیں خواب و خیال مسموم ہونے لگتی ہیں
 کاش! آپ ہمیشہ میری انگلیوں کے سامنے رہ سکتے۔ میں بھی آپ کی آمد سے پہلے ہی سوچ رہی تھی کہ شاید آپ کی
 اور محاذ پر جا پہنچے گا۔

کاغذوں سے خوشی دیکھ کے غصے میں آگیا، اچھا اس نے کہا اگر میرے اختیار میں ہوتو میں ایک لڑکے
 کے لئے بھی تم سے دودھ پتا پسند نہ کروں، کاش! ہم کسی ایسے دوا کا قندہ جو میرے میں پیدا ہوتے جو ایمان و دھرم کی جنگ
 کے اثرات سے محفوظ رہتا لیکن ہم وقت کے غمراہوں کے سامنے بے بس ہیں۔ موجودہ حالات میں ہم نہیں
 زیادہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگ کسی دن ختم ہو جائے گی اگرچہ زمانے کی ہر کوئی تبدیلی خاص شخص کے مدد پر ہوگا
 انہوں نے کہا مجھے ایسا مسموم ہوتا ہے کہ آپ زیادہ دیر میں نہیں شوگر کیس لگے۔

کاغذوں سے غمزدہ چلیں گے کہ انتہائی قابلِ دست چاہے انہوں میں ایک ہنسنے کا دوا کا قندہ پاتا
 دوا نہ ہو جادو نہ ہو۔ دشمن وادیِ نیل کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ شمال مشرقی سرحد کے سپہ سالار نے دشمن
 فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے تمام لشکروں سے لگ سا کی ہے، مجھے اسکندریہ پہنچنے ہی وہاں سے دوا نہ ہونے
 دانے چند دشمنوں کی کان سپرنگی لگی تھی۔ اور میں یہ وعدہ کر کے دوا دینے پہلے وہاں سے دوا نہ ہوا تھا کہ اب اس وقت
 ہر کوئی پہنچ جائے گا۔ اگر دوا نہ ہے تو میں باقی زندگی ایک لڑکے کے لئے بھی تم سے دوا ہر پتا پسند
 نہیں کروں گا۔

انہوں نے کہا تو میں نے غلط نہیں کیا تھا کہ میں اپنی خوش نصیبی سے شرفِ ہستی کا شکر کرتا ہوں۔

"تو میں جو یقین نہیں کرتا ہوں؟" انہوں نے کہا میں نے غلط نہیں کیا تھا کہ میں اپنی خوش نصیبی سے شرفِ ہستی کا شکر کرتا ہوں۔
 "میں نے آپ سے نہیں۔ میں اپنی خوش نصیبی سے شرفِ ہستی کا شکر کرتا ہوں، آپ کی دین سے
 تو نہیں ہوا میں گئے۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کسی دین یا تو نہیں سوچنے لگیں گے کہ آپ کا نیکو عمل کیا ہے؟
 "تو میں جو یقین نہیں کرتا ہوں؟"

انہوں نے کہا اگر میرے سامنے ہوتے ہیں تو میرے لئے فہمات بھی حقیقت بن جاتے ہیں۔ دیکھیں
 آپ میری نگاہوں سے ادھل جاتے ہیں تو مجھے انتہائی قابلِ عقیدہ باتیں یاد آتی ہیں خواب و خیال مسموم ہونے لگتی ہیں
 کاش! آپ ہمیشہ میری انگلیوں کے سامنے رہ سکتے۔ میں بھی آپ کی آمد سے پہلے ہی سوچ رہی تھی کہ شاید آپ کی
 اور محاذ پر جا پہنچے گا۔

کاغذوں سے خوشی دیکھ کے غصے میں آگیا، اچھا اس نے کہا اگر میرے اختیار میں ہوتو میں ایک لڑکے
 کے لئے بھی تم سے دودھ پتا پسند نہ کروں، کاش! ہم کسی ایسے دوا کا قندہ جو میرے میں پیدا ہوتے جو ایمان و دھرم کی جنگ
 کے اثرات سے محفوظ رہتا لیکن ہم وقت کے غمراہوں کے سامنے بے بس ہیں۔ موجودہ حالات میں ہم نہیں
 زیادہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگ کسی دن ختم ہو جائے گی اگرچہ زمانے کی ہر کوئی تبدیلی خاص شخص کے مدد پر ہوگا
 انہوں نے کہا مجھے ایسا مسموم ہوتا ہے کہ آپ زیادہ دیر میں نہیں شوگر کیس لگے۔

کاغذوں سے غمزدہ چلیں گے کہ انتہائی قابلِ دست چاہے انہوں میں ایک ہنسنے کا دوا کا قندہ پاتا
 دوا نہ ہو جادو نہ ہو۔ دشمن وادیِ نیل کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ شمال مشرقی سرحد کے سپہ سالار نے دشمن
 فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے تمام لشکروں سے لگ سا کی ہے، مجھے اسکندریہ پہنچنے ہی وہاں سے دوا نہ ہونے
 دانے چند دشمنوں کی کان سپرنگی لگی تھی۔ اور میں یہ وعدہ کر کے دوا دینے پہلے وہاں سے دوا نہ ہوا تھا کہ اب اس وقت
 ہر کوئی پہنچ جائے گا۔ اگر دوا نہ ہے تو میں باقی زندگی ایک لڑکے کے لئے بھی تم سے دوا ہر پتا پسند
 نہیں کروں گا۔

جنگ سے دلیس نہ آئیں گے۔ اور ہمیں خوشی کی چند گزیاں دکھا کرنے کے بعد خدا کی رحمت کے نذرانے عطا ہو جائیں گے۔

انطونیہ کی انھوں سے اس قدر دل سے اور وہ کواؤس کو کہا جسے دنیا وہ اپنے ٹاپ کو تسلیم دینے کی مستحق نہ کہتی تھی۔

فرس ملان میں داخل ہوا اور وہ انکار کو کہتے ہوئے کواؤس سے دعا کرتے ہوئے اس نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا اور کہا کہ انطونیہ کے انکار کو اس سے دے رہے ہیں کہ ٹاپ اپنے چہرے یا اس پر کرتا ہے۔ کواؤس نے جواب دیا کہ نہیں میں یا اس پر کوئی نہیں آیا، انطونیہ صرف اس بات سے پریشان ہے کہ میں ایک ہنسنے والی شوگر کا مارچنگ پر چلا جاؤں گا۔

فرس نے مفرحہ کے لیے یہ کہا کہ تیرے سوا کچھ تو یہاں آئے کہ مجھے اسکندریہ سے میرے ملازم پر چلے جائے گا۔

”میں اپنے چہرے کی امانت سے یہاں آیا ہوں۔“

انطونیہ نے کہا کہ اب جان! ان کی خواہش ہے کہ کل پہلی شادی ہو جائے۔ اور آپ کی بیٹی کے پاس کفر کے خنزیر کے سوا کوئی خواب نہیں، نہیں! انہیں! میں! میری عزت نہیں ہلاؤں گی میری اپنی خواہش ہے۔ مجھے کہا ہے کہ ایک سپاہی کا جنگ سے زندہ واپس آنا یقینی نہیں ہوتا۔

فرس نے کہا کہ عورتیں دوسنے یا پینسنے کے لئے ہمیشہ نامزد و دقت غمگین کرتی ہیں، اس بات کو خیال ہو جائے کہ آپ ایک دوسرے کے لئے ہر روز لڑکھائیاں کواؤس کو کوئی اسرار نہ ہو تو میرے لئے یہ مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ قبائلی شادی کسی دقت اور کن حالات میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ایک ہنسنے کے بعد ملازم جنگ پر جا رہا ہے تو میں ایک لمحہ متاخ کرنا بھی ہنسنے کو دل لگتا۔

انگے ہڈیاں بائیں کے ایک کسانہ اور بے کے اندر چند عورتیں عورتوں اور عورتوں کی موجودگی کواؤس اور انطونیہ کی شادی کی موسم ادائیگیں۔ اور چھند و کواؤس نے اپنی بیوی کو دھڑک کر کہہ دیا کہ جنگ کا شریک کیا۔ پھر چند دن بعد ملازم جنگ سے دوسری سپاہ کی شکست اور سپاہی کی قربانی۔ اور اس کے بعد ایک

پہرستان حال باشندے سے قربتاً ہر دوں سے تم کی اطلاعات سننے لگے کہ آج یہاں میں نے صحر کے فلاں سے اپنی شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور آج میں نے فلاں مقام سے پورا پورا نکل مقام پر ڈیرے ڈال دیے ہیں۔

ایک شام فرس انتہائی پریشانی کی حالت میں گھر پہنچا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میری بیٹی نے ایک عورت کے قریب پہنچے تھے میں اور ہمارے سپہ سالار نے بائیں میں پہنچے کہ عورتی سپاہیوں کے علاوہ ہندستانی عورتوں کو بھی وہاں بلایا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر وہاں سے دوسرے شہروں کی طرف ہمیں کوئی ٹپہ میر غالی کو یا قبا بائیں تک دشمن کا راستہ صاف ہو جائے گا۔ دوسروں نے اسی سے اپنے بچوں کو سکندریہ میں مشاوریہ کر دیا ہے اور اس مقصد کے لئے دیال کی تمام کشتیاں منڈک لگائی ہیں۔ اس سے یہ نامہ کہ آپ کو دوسری بائیں کے مستقبل کی طرف سے یا اس ہو گئے ہیں اگر خدا خواستہ ہیں شکست ہوئی تو بائیں کی طرف ہٹا ہونے کی بجائے اسکندریہ کا رخ کریں گے۔ اسی حالات میں میں یہ غوری بہت ہوں کہ تیس اسکندریہ پہنچا دیا جائے۔ میں یہی ایک دوسرا افسر سے مل گیا ہوں اور اس نے مجھے ایک کشتی میں بگڑتے کا وعدہ کیا ہے۔ اس نے اب تمہیں سفر کی تیاری کرنی چاہیے۔

انطونیہ نے اس انتہائی گہمگاہ میں اباجان یا یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کواؤس ضرور یہاں آئے گا میں نے جو وعدہ کیا تھا اباجان! میں اسکندریہ نہیں ہلاؤں گی۔ لیکن یہ کہ وہ دینی حالت میں یہاں پہنچے اور اسے میری عزت ہو۔ وہ بائیں کے حالات سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ اگر اس نے اس بگڑ ہمارے لئے کوئی خطرہ محسوس کیا تو یقیناً میں یہ ہتھیار مجھے گا کہ ہم اسکندریہ چلے جائیں۔ لیکن سب تک ممکن حالت سے کوئی اطلاع نہیں آتی میں اسکندریہ نہیں ہلاؤں گی۔ میرا دل گراہی دیتا ہے کہ وہ یہاں آئے اور ضرور کئے گا۔

فرس کو انطونیہ کے الفاظ سے زیادہ اس کے آفسر متاثر ہو رہے تھے۔ اس نے کہا کہ بیٹی! میں نے صرف ایک مشورہ دیا تھا یہ تمہیں ہرگز نہ کہ اس کی بی بی پیدا اس میں ہوتا میں دعا کرتا ہوں کہ میرے قہر سے نصیب نہ ہوں۔

چند دن بعد بائیں میں کبراہم جو خدا کا نگر ہندو شکر میں بھی شکست کا پہلا ہے اور فرس تو

۱۰۰ ایک طیب اُس کے گرد کھڑے تھے۔

لکڑیوں کے بائیں بازو کا زخم خاصا گہرا تھا۔ طیب نے اُسے کسی تافیر کے بغیر گرم نوپے سے دھو کر پٹی باندھ دی۔

تین دن بعد جب کلاؤس شدید بیمار کی حالت میں گولا مارا تھا خیر پور میں کے لشکر کے ہر اہل رستہ
 بیرون کے دروازے پر دستک دے چکے تھے۔ اور غرض انتہائی بے بسی کی حالت میں اپنی بیٹی سے
 کہہ رہا تھا: "مظہریہ! اقدار نے تمہارے خرم کو رنج و مایہ کیلین ہم اجم اسکا بندہ نہیں دیا کیوں گے۔
 یہاں وہ سواروں کے قابل ہو گا۔"

شہزادہ سوارسی کے قابل مہر تھے

دس دس بندہ کا ڈیس اسی اسی طرح پہلے پھر نہ کے قابل نہیں بخانا کہ کسی کے سپاہی نہیں
نہملی کا کار کچھ تھے۔

انطونیز کے باپ اور شوہر کے سامنے مستقبل کی جو تصویر تھی وہ محنت سے نیا وہ جیسا کہ مٹی کی لکڑی
انطونیز اب بھی کسی مجبور سے پریشان نہ تھی۔ اور قدرت کا اس سے بڑا معجزہ کیا ہو سکتا تھا کہ میں
اُس وقت جب کہ موت اپنی انتہائی میٹھا لکھنوت میں اس کے وہاں سے پردہ سبک دے رہی تھی،
میرانی ٹھکانا ایک سالہ عجمہ کے ساتھ میں اُن کا قاتل پرنا چاہیے تھا اُن کا دوست اور اُن کا ثابت چڑا
عاجمہ فرس کے نزدیک ایک میزبان اور اعلان شناس عرب تھا وہ کلاؤس کے بٹے ایک مٹھا
تھا۔ لیکن انطونیز کی نگاہوں میں وہ آسمان کے اُن ان گنت فرشتوں میں سے ایک تھا۔ جنہیں قدرت نے یہیں
نہال دیا۔ دیکھ کر کے لئے بہتی ہے۔

میں نے یہ سب اپنی بیٹی سے کہہ دیا تھا۔ تم نے اس دن یہ اگلا نام لانا۔ کاش میں قبیلہ سے انھوں سے
مذاہرت کرتا اور قبیلہ سے اپنا تعلق باقی باندھ کر کشتی میں ڈال دیتا۔ تب تمام کشتیاں جا بکریں میں بند ہونے لے
آئیں۔ یہ سچے کی صورت یہ صورت باقی رہ گئی ہے کہ ہم کشتی کے ساتھ گھومنا شروع کریں۔ غلوں پر
سوچنے کا وقت نہیں رہی اب باطلوں میں نہیں آئیں گے۔ وہ شکست کھانے کے بعد مکہ میں لاچار
رہے ہیں۔ باطلوں کا حکم یہ فرما رہا تھا کہ جو لوگوں میں فوج ایاورن کو مستاجر کر کے کشتی میں رکھ کر
مکہ لے آئے اور وہاں سے مکہ کے ایک بارے سے نکلے۔ کہہ رہے ہیں، ہر مذہب کا ہر مذہب

انہو نے رب کرب انگیز جیسے میں کہا۔ "نما جان، آپ ہائیں لیکن میں نہیں ہانڈی۔ میں کاڈوس کا اشتہار کروں گی۔"

فرس نے، بخلاف تہیہ کی صورت میں، ہجوم کے اندر سے پہلے سے ہوا میں اڑنے والے گولہ باریک سے شہر پر تھیں شام ادر علیہ کے منظم شہرہوں کی استانی نہیں ستائیں؛ قبیلہ کے افسر صرف قبیلہ کے باپ کو یزید بنا دیتے ہیں، دشمن کی مرشد نہیں بدل سکتے، اگر قبیلہ میں بھی یہ فیصلہ کہ کاؤس میں کیا کرنے تو اسے المذبح دینے کے لئے ہی اٹھاتا تو کہاں پھرتا ہواں گا؟

”ابا جان! میں صرف کچھ کہوں اس کا احتکار کرنا چاہتی ہوں اگر وہ نہ آیا تو ہم کل یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔۔۔۔۔“

”لیکن کیا ہے؟“ فرس نے تلخ ہجو کر دیا۔

”وہ ضرور اُسے گا، اباجاں!“

اپناک صحن میں آہٹ مٹائی وی، انگریز جلدی سے اندر دوڑنے کی طرف بڑھی، سانسے
 کلاڑس گھڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا اور اس کا لباس غلام میں ترتر رہتا۔

الغیر چند ثانے کے لئے کی حالت میں اس کی طرف دیکھتی رہی، اور پھر پھر بدلتی رہتی گئے بشما
 لڈوؤں نے گھوڑے کی باگ چھوڑ کر دیکھ کر کہتے ہوئے چند قدم اٹھائے لیکن ہوا پاک منہ کے بل گر پڑا۔

کچھ دیر بعد کلاڈیس نے اُنہیں کھولیں تو وہ کمرے کے اندر بہتر پر لٹا ہوا تھا اور اقلونیہ ترس